اِنِ الحُکمُ اِلَّا لِلّٰہ

از

حضرت قبلہ عالم غریب نواز۔ زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین حضرت علامہ
خواجہ حافظ محمد قمر الحق والدین زیب سجادہ آستانہ عالیہ سیال شریف

ناشر

دار العلوم ضیاء شمس الاسلام سیال شریف
(ضلع سرگودھا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الحی القیوم الذی ملکہ الدآئم وسلطانہ القآئم فلہ العز والبقاء یؤتی الملک من یشآء وینزع الملک ممّن یشآء فیعز من اطاعہ ویذل من عصاہ ویستبدل قومًا غیرہ ثم لا یکونوا امثالہم فتلک سنّۃ اللہ التی قد خلت من قبل فلن تجد لسنّۃ اللہ تبدیلًا ولن تجد لسنّۃ اللہ تحویلًا والصلوٰۃ والسلام علیٰ رحمۃ للعالمین سیّد المرسلین قائد الغر المحجّلین صاحب الشریعۃ الغرا والطریقۃ العلیا۔ الذی نسخ بشریعتہ شرآئع الامم۔ سیّد العرب والعجم نورہ الاقوم وحبیبہ المعظم عین اعیان الرسل ھادی المناھج والسبل سیّدنا محمّد المصطفیٰ الذی لا نبی بعدہ وقد کمل اللہ تعالیٰ دینہ واتم نعمہ علیٰ امتہ خیر الامم فلیحذر الذین یخالفون عن امرہ ان تصیبہم فتنۃ او یصیبہم عذاب الیم۔ وعلیٰ الہٖ وخلفآئہٖ واصحابہ الذین بذلوا جہدہم لاحیآء سنتہ السنیہ والشریعۃ المرضیہ حتیٰ ارخصوا دمآئہم الاطھر لابقاء ما جاء بہ صاحب الاسوۃ الحسنۃ خیر البشر فرضی اللہ تعالیٰ عنہم ورضوا عنہ فجزاہم اللہ تعالیٰ خیر ما یجزی بہ۔

اما بعد: یہ بات اظہر من الشمس ہے۔ کہ اسلام کا مقابلہ شروع سے لے کر آج تک غیر مسلم عناصر کیطرف سے ہوتا چلا آیا ہے۔ قرآن اور حدیث (شریعت اسلامیہ) کا انکار اور اسکی تسلیم ہی کفر اور اسلام کے درمیان مابہ الامتیاز رہا ہے۔ اس مقدس شریعت کو تسلیم کرنے والے یا اس سے انکار کرنے والے کو مسلم اور غیر مسلم کہا جا سکتا ہے۔ ورنہ کوئی رنگ کوئی زبان اور کوئی ملک اور وطن ملّت مسلمہ اور غیر مسلمہ کے مابین امتیاز پیدا نہیں کرسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ لارڈ ہیڈلے اور لارڈ رابرٹن اور جان ڈیون پورٹ

وغیرہ یورپ کے باشندگان کو ہم مسلم کہتے ہیں۔ اور ابوجہل کعب بن اشرف امیہ بن خلف اور عبداللہ بن ابی وغیرہم خاک عرب شریف کے متوطنین کو کافر و منافق کہتے ہیں۔ جیسے ان کو انگریزی زبان اور وطن یورپ مسلمان ہونے سے نہیں روک سکتا۔ اسی طرح ان کو عربی زبان اور ملک عرب کافر ہونے سے نہیں روک سکتا۔ اسلام اور کفر اسی عقیدہ کیوجہ سے ایک دوسرے سے جدا اور الگ ایک حقیقت ہیں۔ کہ قرآن و حدیث واجب التسلیم ہے۔ تو اسلام اور اگر اس کا صراحۃً یا کنایتہً انکار ہے تو کفر۔ اسلامی تعلیم قبول ہے۔ تو اسلام اور اگر انکار ہے تو کفر جس ملک میں شریعت اسلامیہ کے تسلیم کرنے والوں کی حکومت ہے۔ تو وہ ملک دارالاسلام ہے۔ اور اگر خدانخواستہ اس کے منکر حکمران ہیں تو دارالکفر ہے۔ اسلامی تعلیم کے سرمو مخالف کوئی قانون ہو تو وہ اسلامی قانون نہیں کہلا سکتا خواہ کتنا ہی فریب ترکیوں نہ ہو۔ نماز ہو یا روزہ حج ہو یا زکوٰۃ حد ہو یا تعزیر غرضیکہ قوانین اسلامیہ میں ذرہ بھر فرق کرنے میں سے قوانین اسلامیہ کا انکار لازم آتا ہے۔ اور مخالفت یقینی ہے۔ اور اسی کا نام ہے کفر۔ ان مقدس قوانین سے انکار کرنے سے پہلے ذرا ٹھنڈے دل سے یہ سوچ لینا چاہیئے۔ کہ ان قوانین میں کون سی خامی ہے۔ اور کونسا واقعہ ایسا درپیش ہو سکتا ہے جس کے متعلق اسلام قانون پیش کرنے سے عاجز ہے۔ یا کسی وقت کس قوم کو اسلام کے کسی قانون نے دھوکا دیا ہے۔ یا اسکی پابندی کرنے والے کس زمانہ میں ذلیل و خوار اور زبوں ہوئے ہیں۔ ہر مذہب و ملت کی تواریخ کا مطالعہ کرلیں اور اسلامی قوانین پر پابند انسان کی زندگی کا جائزہ لے لیں۔ میں مانتا ہوں ہمارے لیڈران اور ہماری حکومت کے ارباب حل وعقد کو اسلامیات سے واقفیت پیدا

کرنے کا موقعہ نہیں مل سکا۔ مگر سوال یہ ہے۔ کہ ایسی مملکت کہ جس کی بنا صرف ایک خاص مذہب ہو اور اس مذہب کے رکھنے والوں کی محیّر العقول قربانیاں ہوں۔ اور قربانیاں بھی صرف اسی غرض کے لئے کی ہوں کہ اپنے مذہب کی روشنی میں زندہ رہیں گے۔ اور اپنے مذہبی قانون کے زیر سایہ آرام کریں گے۔ تو ان لوگوں کو مطمئن کرنے کے لئے نہ اسلامیات سے ناواقفی کا اظہار کار آمد ہو سکتا ہے۔ اور نہ ہی یورپ کی اندھا دھند تقلید کارگر ہو سکتی ہے۔ وہ تو ہر حال اپنی اس بلند آہنگی میں حق بجانب ہیں۔ کہ اسلامی قانون کا بول بالا ہو۔ اور اپنے اس نعرہ میں بالکل حق و صداقت پر ہیں۔ کہ ہم تو اسلامی قانون چاہتے ہیں۔ اور ایسے لوگوں کا یہ کہنا بھی بالکل بجا ہے۔ کہ اگر خلاف اسلام ہی قانون برداشت کرنا ہوتا۔ تو انگریزی قانون میں کونسی قباحت تھی۔ یا ہندو قانون بھی تو آخر ایک قانون ہے۔ اس قدر خانماں بربادیاں جلاوطنیاں بے عزتیاں اور لکھوکھا اتلافِ جان برداشت کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ یہ تمام تر تباہ کاریاں صرف اسلامی قانون حاصل کرنے کی غرض سے اختیار کی گئیں تو ایسے لوگوں کو صرف اسی صورت میں مطمئن کیا جاسکتا ہے۔ کہ شرعی نظام بلا پس و پیش نافذ کر دیا جائے یقین جانیئے کہ قوم اللہ تعالیٰ کو حیّ و قیّوم یقین کرتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے علم اسکی حکمت اسکا اپنے بندوں پر رحم و کرم ہونے کا ایمان رکھتی ہے۔ اور یہ بھی پکا عقیدہ رکھتی ہے۔ کہ انسان کا پیدا کرنیوالا انسان کے دل و دماغ کا خلاق انسان کی بہتری اور برتری اور اسکی ہر قسم کی ضروریات کا خالق و مالک صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اس کے قانون یقیناً

ہر زمانہ میں اور حالت میں انسان کے لئے برتری کے کفیل ہوسکتے ہیں۔ جسکے بالمقابل انسانی تخیلات اور اختراعات کوئی حقیقت نہیں رکھ سکتے۔ تو ایسی قوم کسی مخلوق کے دماغ کی پیداوار آئین کو ایک لمحہ کے لئے بھی برداشت نہیں کرسکتی۔ اللہ مالک الملک جل شانہٗ کے قانون کے خلاف ایسے آئین کو پہلی فرصت میں زائل کرنا اپنی زندگی کا فرض منصبی یقین کرتی ہے۔ اور اس کوشش میں اپنی ہر قربانی پیش کرنے کو سعادت دارین سمجھتی ہے۔ جس کا ثبوت کئی بار دے چکی ہے۔ جہاں تک میرا خیال ہے۔ جو چیز بعض مغرب زدہ لوگوں کو خداوندی قانون کی مخالفت اور اندھا دھند مخالفت کی طرف راہبری کرتی ہے۔ وہ صرف اس مقدس قانون سے لاعلمی اور ناواقفی ہے۔ ورنہ نظام شرعی کے نفاذ کا اعلان بلا تامل کردیا جاتا۔ اور جو جو مشکلات پیش کی جاتی ہیں۔ ان کے پیدا ہونے کا احتمال بھی ذہن میں نہ آتا۔ میں چاہتا ہوں کہ جو جو شکوک و شبہات نظام شرعیہ کے نافذ کرنے سے تامل میں ڈال رہے ہیں۔ ان کا ازالہ کروں۔ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ ط۔ ان شبہات کو سوال کے لفظ سے تعبیر کیا جائیگا۔ اور پھر اسکا جواب ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ۔

سوال نمبر ۱: شریعت اسلامیہ ایک پورانا قانون ہے۔ آج دنیا تہذیب و ترقی کے لحاظ سے بہت دور جا پہنچی ہے۔ لہذا موجودہ تہذیب و تمدن کے ساتھ اس پورانے قانون کو کیا مناسبت ہے؟۔

جواب نمبر ۱: نظام شرعیہ کا صرف پورانا ہونا۔ اسکی تابندگی اسکی روشنی کو غیر ضروری ثابت نہیں کرسکتا۔ آفتاب اس سے بھی پہلے دنیا پر نمودار

ہوا ہے۔ مگر قیامت تک اسکی روشنی اور اس کے اثرات غیر ضروری نہیں مانی جاسکتیں۔ قانون کا مقصد انسانی حیات اور اسکی برتری اور انسانی فلاح و بہبودی ہے۔ اور میں چیلنج کرتا ہوں کہ کوئی شخص دنیا کے تغیرات اور زمانہ کی الٹ پلٹ کے نازک سے نازک حالات میں اسلامی قوانین کی راہبری کے بالمقابل کوئی انسانی قانون پیش کرے۔ اگر نہیں کر سکتا۔ اور یقیناً نہیں کر سکتا۔ تو اس قانون کا ناقابل تنسیخ و ناقابل ترمیم ہونا تسلیم کرے کہ اس قدر پرانے زمانہ سے لے کر آج تک بہتر سے بہتر زندگی اور بلند سے بلند حیات انسان کے لیے پیش کرنے والا یہی قانون ہے۔ موجودہ ترقی یافتہ دور میں کوئی لاینحل اور مشکل سے مشکل اور نازک سے نازک حالت کے متعلق حل دریافت کرنا چاہیں تو یہی قانون آج بھی ویسے ہی راہبری کرنے کے لئے تیار ہے۔ جیسا کہ پہلے کرتا چلا آیا ہے۔ اسلامی آفتاب کی روشنی اس جرم سے کئی گنا زیادہ اپنی ضرورت اپنی ہمہ گیری پر فطرت سلیمہ کو قیامت تک مجبور کرتی رہے گی۔ یہ بصیرت اور تجربہ اور مشاہدہ کی بنا پر عرض کر رہا ہوں۔ صرف عقیدہ کے بنا پر نہیں۔ ہر زمانہ میں ہر حالت میں اور ہر قوم کے لئے ذلت و پستی سے اٹھا کر بام عروج تک پہنچانے کا ذمہ دار یہی قانون ہے۔ جتنا تک انسان نے اسی قانون کی روشنی میں اپنی زندگی کے منازل طے کئے اتنا تک قلت افراد یا بے سر و سامانی انسان کو محیر العقول رفعت و برتری۔ شوکت و سلطنت سے نہ روک سکی۔ اور جس وقت بدبخت انسان نے اس سے بے اعتنائی برتی اور اسکو چھوڑا تو اسی وقت دنیا کی ہر ذلت اور رسوائی نے اسکو آگھیرا

انسانی زِندگی کی تاریخ اسکی شاہد ہے تو مجرب دوا کو چھوڑ کر ایک قریب المرگ مریض پر غیر مجرب دوا کا استعمال کرنا عقلمندی سے بہت بعید ہے۔ ذرا اس پرانے ہمیشہ کے مجرب نسخہ کو موجودہ تہذیب و نئی روشنی سے جلے ہوئے مریض پر استعمال کر تو دیکھیں۔ کہ کس طرح نئی روشنی کے مریض کو کہ جسکی خاکستر بھی ذلت کے گڑھے میں جا پہنچی ہے۔ اور جسکی عزت و ناموس غیرت وحمیت آسودگی و برتری اور حریت و خودی کا نام و نشان بھی باقی نہیں چھوڑا۔ اس راکھ پر بھی آج بھی قانون۔ یحی العظام و ھی رمیم کا اثر دکھاتی ہے یا نہ؟ کیونکہ یہ قانون خداوندی ہے۔ اور اس قانون کا مالک وہ ہے۔ جس نے ہر زمانہ اور اسکی ہر حالت کو پیدا کیا ہے۔ زمانہ کے سکون و اضطراب کو پیدا کیا ہے۔ اور انسان اور اس کے دل و دماغ کا خالق ہے۔ انسان کی بہتری و برتری کا پیدا کنندہ ہے ؎ تو کیستی کہ بہ ز خدا بندہ پروری!!

سوال نمبر ۲ : شریعت اسلامیہ کی سزائیں بہت سخت ہیں بین الملل ادارے اس قسم کی سزاؤں کو بد تہذیبی کے لفظ سے تعبیر کریں گے؟

جواب نمبر ۲ : پہلے سوال کے جواب میں مجملاً جواب مکمل آچکا ہے۔ یہاں صرف اتنا عرض کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔ کہ سزا کی غرض وغایت بدترین جرموں کو روکنا ہوتا ہے۔ اور چونکہ ہمیشہ کے فتنہ وفساد۔ دار و گیر اور اس قسم کی ہنگامہ آرائی۔ امن عامہ کے لئے اور نظام ملکی کو بحال رکھنے کے لئے کسی نہ کسی وقت ناقابل تلافی نقصان کا موجب ہو سکتی ہیں بسا اوقات ہی جس قدر جرم سخت خطرناک اور فتنہ انگیز ہوتا ہے۔ اتنے قدر اسکے روکنے

کی کوشش سخت تر ہونا چاہیئے۔ نظام ملکی کی بحالی۔ اور اسکی بہبودی کی پہلی
شرط ہے۔ کہ قوم کو ایک خاص ڈسپلن میں رہنے کے لئے مجبور کیا جاوے۔ ہر
قوم کا اپنا اپنا ڈسپلن ہوا کرتا ہے۔ اور اسکے قائم کرنے کے لئے سخت سے
سخت اور مہیب سے مہیب سزا کو تحسین کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ اللہ
مالک الملک اپنے بندوں کو ایک خاص ڈسپلن میں رکھنا چاہتا ہے۔ اور ان کو
بدترین اخلاق اور خطرناک جرائم سے پاک اور منزہ کرنا چاہتا ہے۔ اور یہ بھی ظاہر ہے
کہ جن جرموں کی سزا قانون خداوندی میں مقرر ہو چکی ہے یہ وہ جرم ہیں کہ جن کے
خطرناک اور مہلک اثرات دنیا میں آگ لگا سکتے ہیں۔ اور نسلاً بعد نسلاً [illegible] ان جرموں کے
بُرے نتائج جاری رہ سکتے ہیں۔ اور بڑے سے بڑے فت[illegible] موجب ہو سکتے ہیں
جنکو سختی سے روکنا امن عامہ کیلئے اور نظام ملکی کو [illegible] رکھنے کے لئے ضروری قرار
دیا گیا ہے۔ مثلاً زنا کے مجرم کو اگر شرعی [illegible] ملنا شروع ہو جائے تو آپ ہی فرمادیں
کہ دیکھنے اور سننے والے پر اس بدمعاشی کا ارتکاب اگر محال نہیں تو مشکل ضرور ہوگا
اور بہت تھوڑے عرصہ میں پرانے عادی بدمعاش اپنی عادت تبدیل کرنے
پر مجبور ہو جائیں گے۔ اسی طرح آئندہ نسلیں فطرتاً اس فعل بد سے مبرا و منزہ ہونگی
صحیح النسب لوگوں کی اکثریت ہوگی۔ اور حرامزادوں کی بجائے حلال زادے
اپنی باگ ڈور سنبھالنے کے لئے تیار ملیں گے۔ اور ایک وقت ایسا آئے گا۔ کہ
بین الملل ادارے یہ بھی کہیں گے۔ کہ فلاں مملکت میں صحیح نسلی اور نسب موجود ہے
اور اس ملک میں بدمعاشی نہیں ہے۔ ساتھ ہی یہ کہنے پر بھی مجبور ہوں گے۔
کہ اس ملک میں قتل و غارت فتنہ و فساد ہرگز نہیں۔ کیونکہ ہر باخبر آدمی جانتا ہے

کہ بچاسی فیصد قتل وغارت فتنہ وفساد کا ذمہ دار یہی فعل بد ہے تو گویا ایسے خطرناک مجرم کو سزا دینے میں بے انتہا خطرات اور فتنہ وفساد سے تمام ملک کو پاک کیا جا سکتا ہے۔ اور بے انتہا جانوں کو بچایا جا سکتا ہے یہی حال ہے چور کا کہ اگر ایک تھانہ میں مثلاً ایک مجرم کا ہاتھ لٹکا ہوا دیکھا یا سنا گیا تو دور دور اضلاع تک چور صاحبان کے اعصاب منتشر ہو جائیں گے اور ہزاروں قتل وکشت۔ خانماں بربادیاں۔ جو چوری کا لازمی نتیجہ ہیں۔ رک جائیں گی۔ تو گویا ایک خائن ہاتھ کے بدلہ میں ہزاروں گردنیں بچائی جا سکتی ہیں شرابی حضرات کو لیجئے انکی پیٹھ گرم کرنے میں جو جو برکات ہیں واضح ہے۔ جو شخص بھی انکی یہ آہ وبھگت سنیگا اسکا نشہ اتر جائیگا۔ لوگوں کے دماغ اس قابل ہو جائیں گے کہ مملکت نوزاد کی ترتیب دے سکیں رعایا کی ضروریات ملک کی بہبودی سوچ سمجھ سکیں اور ذمہ داری کے کاموں کو سنبھال سکیں اور نبھا سکیں۔ زیادہ سے زیادہ وقت قومی ترقی وبرتری کیلئے دے سکیں۔ غرض اس ام الخبائث کے دور ہونے میں قوم کے سپوت پیدا ہو سکتے ہیں اور قوم کے دماغ بیدار رہ سکتے ہیں۔ ورنہ آئے دن دفعہ ۹۲ الف کا نفاذ لابدی امر ہے اور یہ بھی کوئی خوبصورتی نہیں۔ یہ گزارش بھی مد نظر رہے کہ روزمرہ ان حضرات کی پکڑ دھکڑ کا سلسلہ بھی جاری نہ ہوگا۔ بلکہ ان مجرموں سے جس ایک کو کسی علاقہ میں نوازا گیا۔ تو یوں سمجھئے کہ سارے ملک میں سے یہ جرم ختم ہو جانا شروع ہو جائیگا جہاں تک میرا اندازہ ہے بمشکل ایک صدی میں ایک ضلع میں دوسری دفعہ اس سزا کا اعادہ ہو سکیگا۔ تو قوم کی بہتری اور ملک کی فلاح وبہبودی اس سے زیادہ کوئی کیا سوچ سمجھ سکتا ہے آپکے جیلخانے فارغ ہوں گے عملہ جیل فارغ ہوگا مجسٹریٹ حضرات دوسرے تعمیری کاموں کی سرانجام دہی کیلئے فارغ ہوں گے۔ پولیس آپکی فوج شمار

ہوگی۔ رشوت خوری۔ ناجائز سفارشیں حتماً بند ہوں گی قوم کا اخلاقی معیار۔ اقوام عالم سے بلند تر ہوگا۔ یہ عبرتناک سزائیں ہیں۔ یا قوم کی زندگی کا پیغامبر! یہ بات بھی یاد رہے کہ جسطرح ان خطرناک مجرموں کی سزائیں سخت ہیں اسیطرح ان جرموں کا ثبوت بھی بہت سخت ہے۔ مثلاً زنا کی حد سنگساری ہے۔ تو سنگساری کی سزا کیلئے شرط ہے۔ کہ چار آدمی راست گو عادل ایک ہی واقعہ کو بچشم خود دیکھیں اور بیان کریں تو یہ حد لگیگی اور اگر چار کی بجائے دو یا تین آدمی شہادت دیتے ہیں تو سنگساری کی سزا نہ ہوگی۔ تعزیر ہوگی۔ حد اس سزا کو کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کیطرف سے مقرر ہو اور تعزیر اس سزا کا نام ہے جو حاکم یا حکومت اپنی طرف سے مقرر کرے بسخت سے سخت سزا ہو یا نرم ہو بہر حال جو سزا خدا کی طرف سے مقرر نہیں اسکو تعزیر کہتے ہیں اور جو خدا کی طرف سے مقرر ہے۔ اسکو حد کہتے ہیں۔ تعزیرات کے متعلق حکومت کو اختیار ہے۔ جو چاہے مقرر کرے اگر حاکم کی رائے میں مقدمہ جھوٹا ہے تو ملزم کو رہا بھی کر سکتا ہے۔ بشرطیکہ شرعی ثبوت مکمل نہ ہو۔ اقبال جرم کی صورت میں بھی مجرم اگر ایک دفعہ اقبال کرے یا دو دفعہ یا تین دفعہ تو اس صورت میں بھی حد نہ ہوگی۔ تعزیر ہوگی۔ حد اس صورت میں ہوگی کہ زنا کا مجرم چار دفعہ حاکم کے سامنے اگر بیان کرے اور جرم کا اقبال کرے اور حاکم کو چاہیئے کہ پہلی دفعہ اور دوسری اور تیسری دفعہ اس کے اقبال و اقرار کو رد کردے اور یہ کہدے کہ یہاں سے نکل جاؤ کیا بکتے ہو۔ اسکے باوجود بھی اگر چوتھی دفعہ آکر بیان کرے تو حد کا حکم لگایا جا سکتا ہے۔ بلکہ اقبال کی صورت میں سزا ملنے کے دوران میں بھاگ نکلے تو بھی اسکو رہا کیا جا سکتا ہے اب آپ ہی فرمایئے کہ بظاہر یہ سزائیں کسقدر ہیبت ناک ہیں۔ اور ان کا اثر کسقدر مفید تر ہے لیکن ثبوت کے لحاظ سے کسقدر کٹھن ہیں۔ میرے خیال میں حکومت پاکستان کی ساری عمر میں شاذ و نادر ہی کوئی ایسا

موقعہ پیش آسکتا ہے جو حد کی نوبت تک پہنچ سکے اور بدترین جرموں کا استیصال نفاذ کے پہلے دن سے شروع ہو جائیگا یہی حال ہے باقی حدود کا مثلاً چوری۔ تو اسکی حد کی شرط ہے کہ مال مسروقہ جو پوری حفاظت میں رکھا ہوا ہے اسکو چوری کرتے وقت دو آدمی دیکھیں جو عاقل و بالغ اور نہایت بلست گو ہوں تو حد ہوگی ورنہ اگر ملزم کے مجرم ہونیکے قرائن ہیں تعزیر ہو سکتی ہے اور حالات کے مطابق رہا بھی کیا جا سکتا ہے۔ زیور نقد وغیرہ کی حفاظت یہ ہے کہ مالک کی انتہائی حفاظت میں موجود ہو پیٹی ہو یا جو حفاظت کا ظرف اسے مہیا آ سکا ہے اسمیں بند ہو یا گھوڑا یا دیگر جانور اپنی اپنی پوری حفاظت گاہ میں بندھے ہوئے ہوں اور اسکے چوری ہونے کے وقت دو شاہد عادل عاقل و بالغ دیکھ رہے ہوں۔ یا ایک مرد اور دو عورتیں دیکھ رہی ہوں۔ تو حد ہوگی اور اگر مال غیر مقفل یا سرراہ پڑا ہوا اٹھا یا گیا ہے یا جانور غیر محفوظ حالت میں چرایا گیا ہے۔ تو اندازہ جرم اور حالات نیت مجرم کے مطابق حاکم تعزیر دے سکتا ہے۔ جو بھی حکومت مقرر کرے بہر حال نہ ہوگی۔ اسی طرح شراب خوری کیوقت دو مرد عاقل و بالغ اور ساتھ ہی عادل و راست گو یا ایک مرد اور دو عورتیں موجود ہوں اور دیکھ رہی ہوں اور بیان کریں اور شہادت بھی ایک ہی وقت کے معائنہ کی دیں تو حد ہوگی۔ اور مذکورہ شرائط کے بغیر ہر حالت میں تعزیر ہوگی جھوٹی تہمت لگانا شرط عدم ثبوت حد ہوگی ورنہ۔ نہ انکے بغیر تمام جرائم وغیرہ کے متعلق تعزیرات ہونگی۔

سوال نمبر ۳: قانون اسلامی کا نفاذ مسلمانوں پر تو ہو سکتا ہے۔ غیر مسلم بھی پاکستان کی رعایا ہے۔ ان پر کیسے ہوگا؟

جواب نمبر ۳: ایک ایسا قانون جو سات سو سال اسی سرزمین ہند پر اپنی ہمہ گیری کا سکہ بٹھا چکا ہے۔ اور چھ سو سال ترکستان میں ۱۲½، ۱۳ تیرہ سو اڑسٹھ سال ملک عرب

ہیں اور تقریباً تیرہ سو سال کابل وایران میں اور باقی ممالک عرب میں جاری وساری رہا ہے اور تقریباً ہر مذہب وملت کے لوگ ایسی قانون کے زیرِ سایہ امن وآرام کی زندگی بسر کر چکے ہیں اگر پاکستان میں بھی رائج ہو جائے تو کوئی انوکھی صورت پیدا نہیں ہو سکتی۔ اب رہا دشمن کا پروپیگنڈا یا سازشیں تو غیر اسلامی قانون کے ماخذ ہونے کی صورت میں دشمن بہت جلد اور خطرناک سازشیں کامیابی کیساتھ کر کرا سکتا ہے۔ رعایا کی اکثریت اور ان کے مذہبی وروحانی جذبات کا خون فی نفسہٖ ایک ملک کیلئے ایک مہلک اور سخت ترین خطرناک صورت پیدا کر سکتا ہے اور ناقابلِ تلافی نقصان کا موجب ہو سکتا ہے۔ علاوہ اسکے یہ خداوندی قانون ہے۔ اسکا نفاذ پر تائید الٰہی کا حصول امر ضروری ہے جو اسوقت ہماری ناقص سمجھ سے اوجھل ہے ورنہ مخلوق خدا کی بہتری تو خدا ہی اچھا جانتا ہے بس تو کہتی کہ یہ خدا ایندہ پروری ہے، یہ بھی یاد رہے کہ جن جن جرموں کی سزا حد کی نوبت تک پہنچتی ہے۔ وہی جرم ہر مذہب وملت میں بدترین جرم اور گناہ شمار کیے جاتے ہیں۔ کلمہ گو فرقوں کا انکی حد پر مذہباً اتفاق ہے۔ غیر کلمہ گو مثلاً عیسائی یہودی اور سکھ یا ہندو۔ تو جب یہ قومیں اپنے ملکوں میں آپ کی مذہبیات کا احترام نہیں کرتے ہیں تو آپ ایسے خدا اور رسولؐ کے فرمان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے کہاں تک ان کے قانون کا احترام کرتے رہینگے اور اکثریت کے جذبات کا خون کرتے رہینگے۔ بالخصوص جب کہ آپ جانتے ہیں کہ آپکے ملک کی بقا وترقی کا دارومدار اسی سیاست پر ہے کہ اکثریت کا اطمینان اور اسکا اعتماد آپکو حاصل ہو۔ ساتھ ہی بعض جرموں سے غیر مسلم مستثنیٰ بھی ہیں مثلاً شراب۔ تو غیر مسلم شراب کی خرید وفروخت بھی کر سکتے ہیں۔ اور پی بھی سکتے ہیں اور یہ بھی آپ جانتے ہیں کہ بہ نسبت حدود کے تعزیرات کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ اور حدود کی نوبت شاذ ونادر ہی آئیگی۔ اور غیر مسلموں کے لئے فیصلے آپکی تعزیرات سے متجاوز نہ ہو سکینگے۔ عبادات وغیرہ سے

بھی غیر مسلم مستثنیٰ ہونگے۔ اگر کسی مسلمان نے کسی غیر مسلم پاکستانی رعایا کو قتل کیا تو اسکے بدلہ میں مسلمان کو قتل کیا جاسکتا ہے۔ اسلام نے تو اپنی رعایا کے حقوق بہت محفوظ کئے ہیں۔ قوانین اسلامیہ کے کتب پوری تفصیل اور بسط کیساتھ موجود ہیں۔ انفرادی اور جماعتی زندگی کے سلجھانے کے قوانین ملک گیری۔ و ملک داری کے قوانین۔ فوجی نظم و نسق اور اسکو ہر زمانہ کی اقوام سے قوی تر بنانے کے قوانین۔ سرکاری خزانہ کی حفاظت اور اسکی دفترات اور اسکے مصارف کے قوانین اندرونی غداروں کے متعلق انسدادی تدابیر غیر ممالک کیساتھ راہ و رسم اور امور خارجہ کے تاثرات مفیدہ و غیر مفیدہ کے معلوم کرنے کے متعلق تدابیر و محکمہ مال نظام ملکی کا استحکام ترقی ملک کے وسائل غرضیکہ کوئی شعبہ ایسا نہیں جسکے متعلق خداوندی احکام موجود نہ ہوں اور کوئی زمانہ ایسا نہیں ہوسکتا جسمیں نازک سے نازک پیدا ہونیوالے حالات نہایت آسانی سے سلجھانے کے متعلق قوانین نہ ہوں اسلامی قوانین کی کتب آپ دیکھئے تو سہی مثلاً فتاویٰ عالمگیری جو ۲½ سو سال تعزیرات ہند رہ چکا ہے اور تمام ممالک اسلامیہ میں تعزیرات رہا ہے دار۔ مبسوط للسرخسی جسکا اردو ترجمہ کرنے سے قانون اسلامیہ مکمل طور پر تیار ہے۔ اور کتاب بہار شریعت جو اردو زبان میں موجود ہے صرف دفعات لگانے سے تعزیرات مکمل ہوسکتی ہے۔ دعویٰ سے کہتا ہوں کہ دنیا بھر کی حکومتیں اور انکے قوانین اسلامی حکومت کے نظم و نسق کا کچھ مقابلہ نہیں کرسکتی ہیں جب کہ ہر فرد اپنے اللہ اور اسکے مقدس رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قانون کو رائج اور زندہ رکھنے کا دل و جان سے متمنی ہو اسلام کا بول بالا رکھنا اپنی سعادت دارین علی الیقین کرتا ہو جہاد کی استعداد اور تیاریاں اپنا فرض منصبی جانتا ہو۔ نعرۃ الجہاد پر اپنی جان و مال کیساتھ لبیک کہنے کی انتظار کر رہا ہو۔ سرکاری خزانہ کو بھرنے کیلئے زکوٰۃ و صدقات و دیگر مالی اعانت مذہبا فرض جانتا ہو حکام کی رعائت انکی عزت فرض اولین جانتا ہو فتنہ و فساد غداری و بغاوت کو

کفر جانتا ہو اپنے امیر کی اطاعت اور ان کے حکم کی تعمیل میں تن من دھن قربان کرنا بڑی کامیابی یقین کرتا ہو۔ بھلا اس مقدس قانون اور اس مقدس قوم کے ساتھ کوئی دوسری قوم یا کوئی دوسرا قانون کیا مقابلہ کر سکتا ہے۔ آفاقِ عالم میں کوئی کونہ ایسا نہیں جہاں اسلام نہ پہنچا ہو۔ اسکی وجہ صرف یہی مقدس قوانین ہیں۔ کہ جسنے اسکی برکات اسکی ہمہ گیری اسکے مفید ترین نتائج پر نگاہ ڈالی اسکو تسلیم کیئے بغیر نہ رہ سکا۔ انتہائے مغرب سے لیکر انتہائے مشرق تک اور قطب شمالی سے قطب جنوبی تک بہت تھوڑے عرصہ میں پھیل جانا صرف انسانی حیات و برتری اور باقی محیر العقول برکات کیوجہ سے تھا۔ دشمنانِ اسلام نے اسکو مٹانے کی سر توڑ کوشش کی اور ہر جگہ اس آفتاب پر مٹی اچھالنی چاہی۔ مگر اسکی فطرتی تقدس اور مقبولیت کو ضرر نہ پہنچا سکے اسکی تعلیم اور نشر و اشاعت کو بند کرنے کے باوجود نہ مٹا سکے۔ اور اسکے مکتبوں اور اداروں سے مسلمان بچوں کو بہت دور رکھنے کی کوشش کی اور دنیا بھر کے غیر اسلامی چکر میں گھمایا گیا۔ مگر اسکی رُوحانیت فطرتِ سلیمہ کو مجبور کر کے اپنے مرکز پر لائی۔ اقبال و جناح اور جوہر جیسے لوگوں کی زبان سے اپنی حقّانیت کا نعرہ بلند کروایا۔ بلکہ یورپ کے بڑے بڑے فلاسفروں نے بھی حیات و ترقی کا واحد ذریعہ اسی کو ٹھہرایا۔

آج جب کہ دشمنِ اسلام سادہ لوح لوگوں کو صرف اسی وجہ سے آلہ کار بنائے ہوا ہے۔ کہ اسلامی قوانین کے نافذ ہونے میں بلاسبب اور بلاوجہ تعویق کرائی جا رہی ہے۔ تو اسکو بھی ان مقدّس قوانین کے نافذ کر دینے سے دندان شکن جواب ملجاتا ہے۔ ساتھ ہی کمیونزم وغیرہ الحادی طوفان کو نہایت آسانی کیساتھ تتر بتر کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ مسلمان اسلامی قوانین کی مخالفت کرنیکی جرأت نہیں کر سکتا۔ اور غیر مسلم اس لباس میں پاکستان

بیں آ نہیں سکتا۔ اسکے علاوہ یہ قانون خود بخود اس قسم کے مشکلات و مصائب کا
ستیاناس کر دیگا۔ جب کہ سرمایہ دار اپنے فرائض سے سبکدوش ہونا شروع کردے گا
اور جو حصہ اس مقدس قانون کے ذریعہ اس کو ادا کرنا ضروری ہو گا۔ ادا کرے گا۔ غیر
سرمایہ دار کے لیے سرکاری خزانہ اور بیت المال پر ہو گا۔ اسکی ترقی کے وسائل نکل آئیں
گے۔ تو قصہ ختم دفاع کیلئے ہر فرد رعیت سربکف نظر آئینگے۔ تو الحادی جبر و تشدد
خود بخود ختم ہونا شروع ہو جائے گا۔ اور اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰہ کی آڑ لینے والے ملحد
معلوم کرلیں گے کہ جس کی زمین ہے۔ اسی کے حکم سوا فرماں کے مطابق اس پر عمل ہو
رہا ہے۔ اور ان الحکم الا للہ طہ عباداللہ ایمان لا چکے ہیں۔ تو اب خدا
کی زمین پر غیر خدائی حکومت کا دخل بے جا ہے۔ اور اشتراکیت کی وبا مالک ارض و
سما کی مرضی کے بغیر اور حکم کے خلاف تصرف بے جا ہے۔ جتنا چاہے جسکو دے اُسکے
کے اختیار ہے۔

جسکو چاہے زمین دے۔ جسکو چاہے تاجر بنا دے اور جسکو چاہے حکومت
کے انتظام کے لیئے رکھے۔ وجہ زندگی کے لئے جسکو پسند فرما دے اسکو رکھے
اور جس طرح باقی فرائض مثلاً نماز و روزہ حج اور جہاد اپنے بندوں پر عائد فرمائے
ہیں اسی طرح زکوٰۃ کا فریضہ بھی جاری رکھے۔ کوئی لینے والا ہو تو کوئی دینے والا
ہو۔ اسکے احکام اور اس کے انتظام میں کوئی اور کون ہو سکتا ہے۔ جو دخل دے
اسلامی قانون ہی یہ ثابت کرینگے۔ کہ کس طرح سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نے ان الارض للہ پر حکم الٰہی نافذ فرمائے۔ غرضیکہ اسلام ہی تمام مرضوں
کی دوا ہے۔

روسی جراثیم کو ختم کرے گا۔ تو صرف اسلام ہی ختم کرے گا۔ مغربی بیحیائی اور
بے غیرتی کو نیست و نابود کرے گا۔ تو صرف اسلام تونگر و فقیر میں اخوت پیدا
کرے گا۔ تو صرف اسلام قلت افراد بے سروسامانی کے باوجود غلبہ حاصل
کرے گا۔ تو صرف اسلام۔ نظام عالم برقرار رکھیگا تو صرف اسلام۔ آج
دنیا کے تمام پہلوؤں پر نظر ڈالئے۔ کہ دنیا کس ہلاکت کی طرف برق رفتاری سے
جا رہی ہے۔ اسلام کا دامن تھامئے تو بیڑا پار ہے۔ ورنہ ہلاکت ہی ہلاکت ہے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

کتبہٗ قاضی غلام صابر سیالوی (مانسہرہ)

کروں، تو ؟ انھوں نے کہا، لوگ تم سے سوال کرینگے، فتویٰ طلب کرینگے، اور عدل و انصاف چاہینگے، اگرچہ تم نوجوان ہو۔ میں نے کہا اس سے بڑھ کر کوئی علم سود مند نہیں ہے، لہٰذا میں نے فقہ پر استقامت کرلی، اور اسے سیکھنے لگا۔"

خطیب بغدادی بروایت زُفر بن ہذیل نقل کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کو فرماتے سُنا ہے کہ آپ نے فرمایا" میں نے کلام یعنی منطق و فلسفہ میں اتنا کمال حاصل کیا کہ لوگ میری طرف انگلیوں سے اشارہ کرتے تھے، اور میں حماد بن ابی سلیمان کے حلقہ میں اُنکے نزدیک بیٹھتا تھا۔ ایک دن ایک عورت آئی، اُس نے کہا، میرے مرد کے ایک عورت ہے، وہ چاہتا ہے کہ سُنّت کے مطابق اُسے طلاق دیدے۔ بتائیے وہ کیسے طلاق دے ؟ (امام صاحب فرماتے ہیں کہ) میں نہیں جانتا تھا کہ میں اسکا کیا جواب دوں۔ لہٰذا میں نے اُس عورت سے کہا کہ یہ مسئلہ تم حماد سے دریافت کرو اور جو وہ جواب دیں مجھے بتاؤ۔ چنانچہ اُس نے حماد سے پوچھا۔ اُنھوں نے فرمایا، مرد عورت کو ایسے طُہر (عدم حیض) کی حالت میں ایک طلاق دے جس میں جماع نہ کیا ہو پھر اُس سے علیحدگی رکھے، یہانتک کہ وہ دو حیض سے فارغ ہوکر غسل کرلے، اسکے بعد وہ دوسرے سے نکاح کرنے کے لیے حلال ہوجائے گی۔" چنانچہ اُس عورت نے واپس آکر مجھے یہ جواب بتایا۔ اُسوقت میں نے اپنے دل میں کہا، کلام یعنی منطق و فلسفہ میرے لیے بیکار ہے۔ اور اپنی جوتیاں اُٹھاکر حماد کی مجلس میں حاضر ہونے کو لازم کرلیا، میں اُن سے مسائل کو سُنتا اور یاد رکھتا۔ جب دوسرے دن اُنکو سناتا تو مجھے وہ مسائل خوب محفوظ ہوتے، اور دیگر ساتھیوں میں غلطی ہوتی، اُسوقت حضرتِ حماد نے فرمایا، کوئی بھی شاگرد بجز ابوحنیفہ کے میرے سامنے میرے حلقہ کے شروع میں نہ بیٹھے۔ میری یہ مصاحبت دس سال تک رہی۔ پھر میرے جی نے مجھ سے اصرار کیا کہ "کیوں نہ اپنا سکہ جمایا جائے، اور ان سے علیحدہ ہوکر اپنا جداگانہ حلقہ تلامذہ بناکر بیٹھا لے۔" چنانچہ یہ عزم لیکر ایک رات وہاں سے نکلا کہ اپنا حلقہ علیحدہ

بناؤں، چنانچہ جب میں جدا ہو کر مسجد میں آیا، تو مجھے خیال آیا کہ ان سے جدائی اور علیحدگی اچھی نہیں ہے۔ پھر میں لوٹ آیا اور اُنکی مجلس میں بیٹھ گیا۔ اُسی رات حضرتِ حماد کے پاس بصرہ میں کسی ایسے عزیز کے انتقال کی خبرِ مرگ آئی، جس نے ترکہ میں مال چھوڑا تھا، اور انکے سوا کوئی اور اُس کا وارث نہ تھا۔ چنانچہ اُنھوں نے مجھے حکم دیا کہ میں اُنکی جگہ اُنکی واپسی تک بیٹھوں۔ اب میں نے علیحدگی کا ارادہ ترک کر دیا، یہانتک کہ اس دوران میں ایسے مسائل میرے سامنے آئے جنکو میں نے سنا بھی نہ تھا۔ میں اُن کا جواب دیتا، اور اُن جوابات کو اپنے پاس لکھکر رکھ لیتا۔ وہ ۲ دو مہینے تک اپنی مجلس سے غائب رہے، پھر جب وہ تشریف لائے، تو میں نے وہ مسائل جو کہ تقریباً ۶۰ ساٹھ تھے، اُنکے ملاحظہ میں پیش کیے۔ اُنھوں نے چالیس ۴۰ مسئلہ میں تو میری موافقت کی، اور ۲۰ بیس مسئلوں میں میری مخالفت کی، اُسوقت میں نے اپنے دل میں عزم بالجزم کر لیا کہ زندگی بھر انکی مجلس سے جدا نہ ہونگا چنانچہ جب تک وہ حیات رہے میں اُن سے جدا نہ ہوا۔

اور خطیب بغدادی بروایت احمد بن عبداللہ عجلی نقل کرتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں بصرہ میں یہ گمان لیکر آیا کہ اب میں ہر مسئلہ کا جواب دے سکتا ہوں۔ وہاں مجھ سے لوگوں نے ایسے مسائل دریافت کیے جنکا جواب مجھے نہ آتا تھا، اُسوقت میں نے پختہ ارادہ کر لیا کہ زندگی بھر حضرتِ حماد سے جدا نہ ہونگا۔ چنانچہ میں اُن کی صحبت میں ۱۸ اٹھارہ سال رہا۔

اور خطیب بغدادی بروایت ابو یحییٰ حمانی روایت کرتے ہیں کہ اُنھوں نے کہا میں نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ اُنھوں نے فرمایا ایک دن میں نے ایسا خواب دیکھا جس سے میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبرِ انور کو کھود رہا ہوں۔ پھر بصرہ آیا تو میں نے ایک شخص سے کہا کہ حضرت محمد بن سیرین سے جا کر اس خواب کی تعبیر لاؤ۔ اُس نے جا کر دریافت کیا، اُنھوں نے فرمایا کہ یہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں کو پرکھ رہا ہے اور انکی جستجو کر رہا ہے۔

اور خطیب بغدادی بروایت ابو وہب محمد بن مزاحم نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے حضرت عبداللہ بن مبارک سے سنا ہے کہ اُنھوں فرمایا، اگر اللہ عزوجل میری مدد و اعانت، امام ابوحنیفہ اور حضرتِ سفیان کے ذریعہ نہ کرتا، تو میں عام لوگوں کی مانند ہوتا۔

حضرتِ خطیب بغدادی بروایتِ حجر بن عبدالجبار روایت کرتے ہیں کہ کسی نے قاسم بن معن بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم سے کہا کہ کیا تم پسند کرتے ہو کہ ابوحنیفہ کے شاگردوں میں سے ہو؟ کہا یقیناً امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی مجلس سے بڑھ کر لوگوں کی کوئی مجلس سُودمند نہیں ہے۔ پھر قاسم نے اُس سے کہا آؤ یعنی امام صاحب کی طرف چلو۔ چنانچہ جب وہ امام صاحب کی مجلس میں آیا، تو وہ جم کر بیٹھ گیا۔ اُس سے کہا کیا انکی مثل کسی اور کو دیکھا ہے؟ کیونکہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ بہت نیک و پارسا اور سخی تھے۔

خطیب بغدادی بروایت احمد بن صباغ نقل کرتے ہیں کہ میں نے امام شافعی محمد بن ادریس رحمۃ اللہ سے سنا ہے کہ اُنھوں نے فرمایا کہ کسی نے امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا، کیا آپ نے ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے؟ فرمایا ہاں۔ میں نے ایک ایسے شخص کو دیکھا ہے کہ اگر وہ تم سے کہے "یہ سواری سونے کی ہے"، تو وہ دلائل قایم کر کے ثابت کر سکتا ہے کہ یہ سونے کی ہے۔

خطیب بغدادی بروایت روح بن عبادہ نقل کرتے ہیں کہ اُنھوں نے کہا میں حضرت ابن جریج کے پاس ۱۵۰ھ میں موجود تھا کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے انتقال کی خبر آئی، تو اُنھوں نے إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ پڑھ کر فرمایا "ایک سراپا علم جاتا رہا"۔

خطیب بغدادی بروایت ضرار بن صرد نقل کرتے ہیں کہ اُنھوں نے کہا کہ کسی نے یزید بن ہارون سے پوچھا، امام ابوحنیفہ زیادہ فقیہ ہیں، یا حضرتِ سفیان"؟ فرمایا حضرتِ سفیان زیادہ حافظِ حدیث ہیں، اور امام ابوحنیفہ زیادہ فقیہ!

اور خطیب بغدادی، ابو وہب بن مزاحم روایت کرتے ہیں کہ اُنھوں نے کہا

میں نے حضرت عبداللہ ابنِ مبارک سے سُنا ہے کہ اُنھوں نے فرمایا میں نے لوگوں میں سب سے زیادہ عبادت گزار کو، اور سب سے زیادہ پارسا کو، اور سب سے زیادہ عالم کو اور سب سے زیادہ فقیہ کو دیکھا ہے۔ چنانچہ سب سے زیادہ عبادت گزار حضرت عبدالعزیز بن ابی رواد ہیں، اور سب سے زیادہ پارسا حضرتِ فُضیل بن عیاض ہیں، اور سب سے زیادہ عالم حضرتِ سفیان ثوری ہیں، اور سب سے زیادہ فقیہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہم ہیں پھر فرمایا میں نے فقہ میں انکی مثل کسی کو نہیں دیکھا۔

اور خطیب بغدادی، ابوالوزیر مزوری سے روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں کہ جب کسی مسئلہ میں امام ابوحنیفہ اور حضرتِ سفیان مجتمع ہو جائیں، تو پھر کون ہے جو اُنکے مقابل کوئی فتویٰ لا سکے۔

اور خطیب بغدادی، علی بن حسن بن شفیق سے نقل کرتے ہیں کہ عبداللہ بن مبارک نے فرمایا، جب کسی مسئلہ پر امام ابوحنیفہ اور حضرتِ سفیان کا اجتماع ہو جائے تو وہی میرا قول ہو جاتا ہے۔

اور خطیب بغدادی، عبدالرزاق سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابنِ مبارک کو یہ فرماتے سُنا ہے کہ کسی کے لیے یہ سزاوار نہیں کہ وہ یہ کہے کہ یہ میری رائے ہے۔ لیکن امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو زیبا ہے کہ وہ یہ کہیں کہ یہ میری رائے ہے۔

اور خطیب بغدادی، بشر بن حارث سے نقل کرتے ہیں کہ کہا میں نے عبداللہ بن داؤد کو فرماتے سنا ہے کہ جب میں اخذِ حدیث کا قصد کرتا، تو حضرتِ سفیان کے پاس جاتا، اور جب اسکی باریکیوں کے حاصل کرنے کا ارادہ کرتا تو حضرتِ امام ابوحنیفہ کے پاس جاتا

اور محمد بن بشر سے خطیب بغدادی نقل کرتے ہیں کہ جب بھی میں امام ابوحنیفہ اور حضرتِ سفیان کے پاس سے ایک دوسرے کی خدمت میں حاضر ہوتا، تو امام ابوحنیفہ مجھ سے فرماتے تم کہاں سے آئے ہو؟ میں کہتا سفیان کے پاس سے! تو فرماتے یقیناً تم ایسے شخص کے پاس سے آرہے ہو، جو اگر علقمہ اور اسود بھی انکے پاس آجائیں، تو وہ دونوں بھی انکی ہی مانند حجت لائیں۔ پھر اگر حضرتِ سفیان کے پاس آتا، تو وہ

دریافت فرماتے کہ تم کہاں سے آرہے ہو؟ تو میں کہتا امام ابوحنیفہ کے پاس سے!
تو وہ فرماتے یقیناً تم ایسے شخص کے پاس سے آرہے ہو، جو روئے زمین پر سب سے بڑا فقیہ ہے
اور خطیب بغدادی، یحییٰ ابن زبان سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا مجھ سے
امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اے بصریو! تم مجھ سے زیادہ نیک و پارسا ہو، اور
میں تم سے زیادہ فقیہ ہوں۔ اور ابو نعیم سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا،
امام ابوحنیفہ مسائل میں غوطہ زن رہنے والے شخص تھے۔
اور محمد بن سعد کاتب سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا کہ میں نے عبداللہ بن داؤد خریبی
سے سنا ہے کہ انھوں نے کہا، تمام مسلمانوں پر واجب ہے کہ اپنی نمازوں میں امام ابوحنیفہ
رضی اللہ عنہ کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں۔ اسکے بعد انھوں نے کہا، امام صاحب نے
مسلمانوں کیلیے سُنن و فقہ کی حفاظت فرمائی ہے۔ اور خطیب بغدادی احمد بن محمد بلخی
سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے شداد بن حکیم سے سُنا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ میں نے
امام ابوحنیفہ سے بڑھ کر زیادہ عالم کسی کو نہیں دیکھا۔ اور خطیب، اسماعیل بن محمد فارسی
سے روایت کرتے ہیں کہ میں مکی بن ابراہیم (جو اکابر شیوخ امام بخاری میں سے ہیں، اور
ان سے اکثر ثلاثیات بخاری مروی ہیں) سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے تذکرہ میں سنا ہے
کہ وہ فرماتے تھے کہ امام صاحب "اعلم اہلِ زمانہ" تھے۔ اور خطیب، یحییٰ ابن سعید قطان
سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہ خدا ہم سے جھوٹ نہ بلائے ہم نے امام ابوحنیفہ
رضی اللہ عنہ سے زیادہ صائب الرائے کسی کو نہیں سُنا، اور ہم نے اُنکے بہت سے اقوال کو
اختیار کیا ہے۔ یحییٰ ابن معین فرماتے ہیں کہ یحییٰ ابنِ سعید فتوے میں کوفیوں کے مذہب کو
اختیار کرتے تھے۔ اور ان ہی کے اقوال میں سے کسی قول کو مختار ٹھہراتے تھے، اور ان کے
اجتہاد کو اپنے شاگردوں کے درمیان اتباع کرتے تھے۔

افادہ: "خلاصۃ تذہیب التہذیب میں ہے کہ یحییٰ ابن سعید قطان بصری
حافظ الحدیث اور ائمۂ جرح و تعدیل میں سے قابلِ حجت شخص تھے۔ امام احمد فرماتے ہیں

کہ میری آنکھوں نے ان کا ہم مثل نہیں دیکھا۔ اور محمد بن بشار فرماتے ہیں یحییٰ بن سعید امام اہلِ زمانہ تھے۔ لہٰذا ان دونوں حضرات کے شواہد سے معلوم ہوا کہ یحییٰ بن سعید جو کہ ائمۂ محدثین میں سے ایک جلیل القدر امام اصحابِ صحاح ستّہ کے شیوخ میں سے قابلِ حجت شیخ ہیں، وہ بھی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کے اکثر اقوال و اجتہاد کو اپنا مذہبِ مختار گردانتے تھے " فافہم مترجم غفرلہٗ

حضرت خطیب، ربیع سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سب لوگ فقہ میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کی فرزندی میں ہیں۔

اور یہی خطیب بغدادی، حرملہ بن یحییٰ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا میں نے امام محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ تمام لوگ اِن پانچ شخصوں کی فرزندی میں ہیں۔ لہٰذا جو فقہ میں تبحری اور مہارت کا ارادہ کرتا ہے، وہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کی فرزندی میں ہے، کیونکہ امام ابوحنیفہ اُن اشخاص میں سے ہیں جنکے لیے فقہ میں موافقت تھی۔ اور۲ جو شعر گوئی میں ملکہ چاہتا ہے، وہ زہیر بن ابی سلمیٰ کی فرزندی پر ہے۔ اور۳ جو مغازی میں کمالِ علم کا خواستگار ہے، وہ محمد بن اسحاق کی فرزندی پر ہے۔ اور۴ جو علم نحو میں مہارت چاہتا ہے، وہ امام کسائی نحوی کی فرزندی میں ہے۔ اور۵ جو تفسیرِ قرآن میں کمال دسترسی کا خواہاں ہے، وہ مقاتل بن سلیمان کی فرزندی میں ہے۔

ایک رکعت میں ختمِ قرآن

خطیب بغدادی، حماد بن یونس سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اسد بن عمرو کو فرماتے سنا ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے حفظِ قرآن کے بعد چالیس۴۰ سال تک عشاء کے وضو سے نمازِ فجر پڑھی ہے، اور عام راتوں میں دستور تھا کہ نماز کی پہلی رکعت میں پورا قرآن تلاوت کرتے تھے، اور اس میں انکی گریہ وزاری ایسی سنائی دیتی تھی کہ ہمسائے اُن پر ترس کھا جاتے تھے اور جس مقام پر انھوں نے انتقال فرمایا ہے اُس جگہ ستّر۷۰ ہزار مرتبہ قرآنِ کریم حافظہ سے ختم فرمایا ہے

خطیب بغدادی، حماد بن ابی حنیفہ رحمہما اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا

جب میرے والدِ ماجد امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے رحلت فرمائی، تو مجھ سے حسن ابن ابی عمارہ نے آپ کو غسل دینے کی اجازت مانگی، چنانچہ انھوں نے غسل دیکر کہا "یرحمک اللہ وغفرلک" آپ نے تیس۳۰ سال سے نہ تو افطار کیا، اور نہ چالیس۴۰ سال سے راتوں میں داہنے ہاتھ کو تکیہ تک بنایا۔ یقیناً آپ نے بعد والوں کو مشقت میں ڈالدیا، اور قرائِ قرآن کو (جو راتوں کو سوتے ہیں) رُسوا کردیا۔

یہی خطیب بغدادی، امام ابویوسف سے روایت کرتے ہیں کہ کہا میں (اپنے استاد) امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کے ساتھ جارہا تھا کہ ایک شخص کو دوسرے سے کہتے سنا کہ یہ وہ امام ابوحنیفہ ہیں، جو رات کو سوتے نہیں ہیں۔ امام صاحب نے فرمایا، خدا کی قسم! میرے متعلق ایسی بات نہ کہو جسے میں کرتا نہ ہوں۔ حالانکہ آپ رات کو نماز، دعا، اور گریہ وزاری سے زندہ رکھتے تھے۔

اور خطیب بغدادی، حفص بن عبدالرحمٰن سے روایت کرتے ہیں کہ کہا میں نے مسعر بن کدام کو کہتے سنا ہے کہ ایک رات میں مسجد میں داخل ہوا، تو دیکھا ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے، میں نے اُسکی قرأت کو غور سے سُنا، یہانتک کہ قرآن کا ساتواں حصہ ختم کرلیا۔ پھر میں نے گمان کیا کہ شاید اب رکوع کریں، مگر اُس نے آگے پڑھنا شروع کردیا، یہانتک کہ تہائی پھر نصف تک پورا ہوگیا، وہ شخص برابر قرأت میں مصروف رہا، یہانتک کہ ایک رکعت میں مکمل قرآن کو ختم کرلیا۔ اسکے بعد جب میں نے اُس پر نظر ڈالی، تو پتہ چلا کہ یہ تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ ہیں۔

یہی خطیب بغدادی، خارجہ بن مصعب سے روایت کرتے ہیں کہ اُنھوں نے فرمایا، ایک رکعت میں ختم قرآن چار اماموں نے کیا ہے (۱) سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ (۲) تمیم داری (۳) سعید بن جبیر (۴) امام ابوحنیفہ رحمہم اللہ

اور یہی خطیب، یحییٰ بن نصر سے روایت کرتے ہیں کہ اُنھوں نے کہا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ بسا اوقات ماہ رمضانِ مبارک میں ساٹھ ختم قرآن کرتے تھے۔

امام صاحب کا ورع اور تقویٰ

خطیب بغدادی، حبان بن موسیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ کہا میں نے عبداللہ بن مبارک کو فرماتے سنا ہے کہ جب میں کوفہ میں آیا، تو میں نے لوگوں سے سب سے متورع اور پارسا شخص کے بارے میں پوچھا، وہ کون ہے؟ انھوں نے کہا، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ ہیں۔

اور یہی خطیب، علی بن حفص سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا کہ حفص ابنِ عبدالرحمٰن تجارت میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کے شریک تھے، آپ نے کچھ سامانِ تجارت دیکر انکو بھیجا، اور انھیں بتادیا کہ فلاں کپڑے کے تھان میں عیب ہے۔ لہٰذا جب تم فروخت کرو، تو بتادینا۔ چنانچہ حفص نے وہ تمام مال فروخت کردیا، اور اس عیب کو بتانا خریدار کو بھول گئے، اور یہ بھی نہ جانتے تھے کہ وہ تھان کس کے ہاتھ فروخت کیا ہے جب امام صاحب کو اس کا علم ہوا، تو آپ نے مالِ تجارت کی تمام رقم کو صدقہ کردیا۔

اور خطیب، حامد بن آدم سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں کہا میں نے عبداللہ بن مبارک سے سنا ہے کہ انھوں نے فرمایا، میں نے امام ابوحنیفہ سے زیادہ متورع کسی کو نہ دیکھا۔

اور خطیب، عبیداللہ بن عمرو رقی سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا ابن ہبیرہ نے امام ابوحنیفہ سے کوفہ کی قضاء کے بارے میں گفتگو کی، تو آپ نے اُن سے انکار فرمادیا۔

اور یہ بھی خطیب، مغیث بن بدیل سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا، خارجہ بن مصعب بیان کرتے ہیں کہ خلیفۂ وقت منصور نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو دس ہزار درہم عطا کرنے کی پیشکش کی، اور انھیں اسکے لینے کیلیے بلایا، تو انھوں نے مجھ سے مشورہ کرتے ہوئے فرمایا، یہ شخص ایسا ہے کہ اگر میں اسے نہ لوں، تو وہ غضبناک ہوجائیگا، اور اگر پیشکش کو قبول کرلوں، تو وہ میرے دین میں دخل انداز ہوجائیگا، جسے میں ناپسند کرتا ہوں۔" اس پر میں نے کہا کہ آپ کے سامنے ایک عظیم رقم کی پیش کش ہے، جب وہ آپ کو اسے لینے کے لیے بلائے، تو آپ فرمادیں کہ میں امیرالمؤمنین سے کوئی آرزو نہیں رکھتا ہوں چنانچہ

جب آپ کو بلایا گیا کہ اسے اگر قبول فرمائیں، تو آپ نے یہی جواب دیا۔ جب خلیفہ کے پاس یہ خبر پہنچی، تو اُس نے آپ کو قید کر دیا۔ خارجہ بن مصعب کہتے ہیں کہ امام صاحب اپنے کسی معاملہ میں میرے سوا کسی سے مشورہ نہیں لیتے تھے۔

اور خطیب بغدادی، محمد بن عبدالملک دقیقی سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا میں نے یزید بن ہارون (المتوفی ۲۰۶ھ از کبارِ شیوخ بخاری واصحاب الصحاح الستہ) سے سنا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے بہت سے لوگوں سے ملاقاتیں کی ہیں، لیکن کسی کو بھی امام ابوحنیفہ سے زیادہ عاقل، افضل اور متورع نہیں پایا۔ (مقام غور ہے کہ یزید بن ہارون، مشہور حفاظِ حدیث کے چوٹی کے افراد میں سے ہیں، وہ آپ کی کیسی مدح فرماتے ہیں اور اپنے زمانہ کے تمام اکابرِ علماءِ اعلام سے افضل وبلند کہتے ہیں۔ مترجم)

اور خطیب، محمد بن عبداللہ انصاری سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا امام ابوحنیفہ ایسے شخص تھے کہ جنکی فراست اُنکی گفتگو، چلنے، اور آنے جانے سے ظاہر ہوتی تھی۔ اور یہی خطیب، محمد بن عبدالجبار سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا امام ابوحنیفہ سے بڑھ کر مجلسوں میں مکرم نہیں دیکھا، اور نہ اپنے ساتھیوں، شاگردوں کا اعزاز و اکرام کرتے ہوئے اُن سے بڑھ کر دیکھا۔

خطیب بغدادی، اسماعیل بن حماد بن ابی حنیفہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا، ہمارے پڑوس میں ایک پسنہار رافضی رہتا تھا، اُسکے دو خچر تھے ایک کو ابوبکر دوسرے کو عمر کے نام سے پکارتا تھا، ایک رات اُس نے ایک کے برچھا مارا، اور وہ مرگیا، جب اسکی خبر امام صاحب کو ہوئی، تو فرمایا دیکھو جس خچر کو اُس نے برچھا مار کر ہلاک کیا ہے، وہ اُسے عمر پکارتا تھا۔ چنانچہ جب لوگوں نے جاکر دیکھا، تو ایسا ہی تھا۔

اور خطیب، سلیمان بن ابی سلم سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا کہ مساور الوراق (شاعر) نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کی مذمت میں کچھ اشعار کہے۔ پھر جب امام صاحب کی اُس سے ملاقات ہوئی، تو فرمایا تو نے میری مذمت میں اشعار کہے

مگر میں تجھ سے راضی ہوں، اور اسکے بعد کچھ درہم اُسکے پاس بھیج دیئے، پھر اُس نے کہا ؎

اذا ما اھل مصر بادھونا بداھیة من الفتیا لطیفة
اتیناھم بمقیاس صحیح صلیب من طراز ابی حنیفة
اذا سمع الفقیه به حواه وأثبته بحبر فی صحیفة

یعنی جب اہلِ شہر پر ذلتیں دراز ہو جائیں، اور باریک و لطیف فتاوے سے ڈرنے لگیں
تو ہم تمہارے سامنے صحیح معیار پیش کرتے ہیں، جو امام ابو حنیفہ کے طریقہ سے بھی سخت تر ہے
جب کوئی فقیہ کسی معروضات کو سنتا ہے، تو جہاں اُسے اپنے صحیفوں میں لکھتا ہے
اور خطیب بغدادی، محمد بن احمد بن یعقوب سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا
مجھ سے میرے دادا نے کہا ہے کہ میرے کچھ ساتھیوں نے میرے پاس حضرت عبداللہ بن مبارک
کے یہ اشعار لکھکر بھیجے جس میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کی انھوں نے مدح و تعریف کی ہے ؎

رأیت اباحنیفة کل یوم یزید نبالة ویزید خیراً
وینطق بالصواب ویصطفیه اذا ما قال اھل الجور جوراً
یقایس من یقایسه بلب فمن ذا یجعلون له نظیراً
کفانا فقه حماد وکانت مصیبتنا به امراً کبیراً
فرد شماتة الاعداء عنا وابدیٰ بعده علماً کثیراً
رأیت اباحنیفة حین یؤتیٰ ویطلب علمه بحراً غزیراً
اذا ما المشکلات تدافعتها رجال العلم کان بها بصیراً

یعنی ہر دن یہی دیکھا کہ امام ابو حنیفہ، ہمیشہ فہم و خیر کی زیادتی میں ہی ہیں
وہ صحیح اور درست بات ہی فرماتے ہیں، جبکہ ظالم لوگ ظلم کی بات کرتے ہیں
قیاس کرنیوالا تو عقل ہی کے ذریعہ قیاس کرتا ہے، تو کون ہے جو اُن کا نظیر بن سکے
ہمیں صرف امام حماد کا فقہ ہی کافی ہے، ہماری مصیبتیں اگرچہ بہت زیادہ ہیں
دشمنوں کے استہزاء کو دُور کر گے، ہم نے انکے بعد علم وافر پھیلایا

میں نے امام ابوحنیفہ کو دیکھا ہے جب وہ بیٹھے ہوتے، اور کوئی اُن سے طالب علم کرتا وہ بحر ناپیدا کنار تھے جب انھوں نے ہماری تمام مشکلیں دُور کر دیں، تو شائقین علم نے اُن کو صاحب بصیرت مانا"

اور خطیب بغدادی، ابن ابی داؤد سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا کہ عام لوگ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کے بارے میں جاہل، اور اُن سے حسد کرتے ہیں۔

انہی سے یہ بھی منقول ہے کہ لوگ امام صاحب کے بارے میں حاسد اور جاہل ہیں اور ان میں سے وہ لوگ میرے نزدیک اچھے ہیں، جو امام صاحب کے حالات سے ناواقف جاہل ہیں۔

اور خطیب بغدادی، بروایت عبد العزیز بن ابی داؤد وکیع سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا کہ میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو انکو میں نے متفکر اور پریشان دیکھا، مجھ سے فرمایا کہاں سے آرہے ہو؟ میں نے کہا شریک کے پاس سے اور میں نے خیال کیا شاید آپ کے پاس کوئی بُری خبر پہنچی ہے۔ پھر آپ نے سر اُٹھا کر یہ اشعار فرمائے

ان یحسدونی فانی غیر لائمہم قبلی من الناس اھل الفضل قد حسدوا

فدام لی ولھم مابی وما بہم ومات اکثرنا غیظاً بما یجدوا

یعنی اگر وہ مجھ سے حسد کرتے ہیں تو میں اُنکو ملامت نہیں کرتا، مجھ سے پہلے اہل فضیلت پر بھی حسد کیا گیا ہے وہ اور کریں اور اپنے اپنے کاموں میں ہمیشہ رہیں، ہم میں سے بہت سے غصہ میں مر جائینگے مگر وہ نہ پائینگے جسے

خطیب بغدادی، احمد بن عبد قاضی رے سے روایت کرتے ہیں کہ ہم ابن ابی عائشہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، وہاں امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں گفتگو چل پڑی، اُن میں سے کسی نے کہا ہم انھیں کچھ نہیں سمجھتے، تو انھوں نے اُس سے کہا اگر تمہاری اُن سے ملاقات ہو جائے، تو تم اُنکے گرویدہ ہو جاؤ، میں اُنکے مقابلہ میں نہ تو تمہیں اور نہ کسی اور کو کچھ سمجھتا ہوں۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے

اقلوا علیہم ویلکم لا ابا لکم من اللوم اوسدوا المکان الذی سدوا

یعنی اُن پر بہت کم ہوگئے، تمہارے لیے ہی خرابی ہے، مگر مجھے ملامت کی کوئی پروا نہیں، یا درست کرنے والا جہاں کہیں بھی ہو۔

اور خطیب بغدادی، یحیٰی بن ضریس سے نقل فرماتے ہیں کہ انھوں نے کہا، میں نے سفیان سے سنا ہے کہ اُنکے پاس ایک شخص آیا، اُس نے کہا میں نے سنا ہے کہ امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ میں کتاب اللہ کو لیتا ہوں، پھر اگر اسمیں مجھے مسئلہ نہیں ملتا تو سنّتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تلاش کرتا ہوں، پھر جب کتاب اللہ اور سنّتِ رسول اللہ میں دستیاب نہیں ہوتا، تو میں آپ کے صحابۂ کرام کے اقوال کی طرف رجوع ہوتا ہوں۔ ان میں سے جسکو چاہتا ہوں لے لیتا ہوں، اور جسے چاہتا ہوں چھوڑ دیتا ہوں، لیکن میں ان میں کے کسی کے قول سے باہر نہیں جاتا اور کسی اور کی طرف نظر نہیں ڈالتا پھر جب مسئلہ مکمل ہو جاتا، تو اُسے حضرتِ ابراہیم، شعبی، ابنِ سیرین، حسن، عطاء ابنِ المسیب وغیرہ چالیس مجتہدین کے سامنے رکھا جاتا، وہ اسی نہج پر غور و فکر اور اجتہاد فرماتے "۔

ابو عبد اللہ الحسین بن محمد بن خسرو بلخی اپنی مُسند کے مقدمہ میں فرماتے ہیں کہ محمد بن سلمہ کہتے تھے کہ خلف بن الیوب نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو صفتِ علم سے نوازا، پھر آپ نے اپنے صحابہ کو اس سے سرفراز کیا، پھر وہ تابعین میں منتقل ہوا، اسکے بعد اب علم سے امام ابوحنیفہ اور اُنکے تلامذہ بہرہ ور ہیں۔

اور یہی ابو عبد اللہ، محمد بن حفص سے بروایت حسن بن سلیمان سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے حدیثِ پاک لا تقوم الساعة حتّٰی یظهر العلم (اسوقت تک قیامت قایم نہ ہوگی جبتک کہ علم خوب غالب نہ ہو جائے) کی تفسیر میں اپنی کتاب "تفسیر الآثار" میں بیان کیا کہ وہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا علم ہے۔

اور یہی ابو عبد اللہ، سعید بن منصور سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے فضیل بن عیاض (حنفی المتوفی بمکہ ۱۸۷ھ) کو فرماتے سنا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ مردِ فقیہ، معروف بالفقہ، مشہور بالورع تھے، وافر مال و دولت رکھنے والے اور ہر ایک پر دل کھول کر خرچ کرنیوالے تھے۔ اور رات دن تعلیم علم میں منہمک و مصروف

رہتے تھے، عمدہ رات گزارنے والے، اور خاموش طبع، اور کم گو تھے، یہانتک مسئلہ کے
جواب میں صرف یہ حلال ہے یا حرام فرماتے (یعنی طویل و بے معنی گفتگو و تحریر سے بچتے تھے)
وہ خدا کی راہ میں خوب خرچ کرتے، اور بادشاہ کے مال و تحفے سے دُور بھاگتے تھے۔ اور
جب اُنکے سامنے کسی مسئلہ پر حدیث صحیح بیان کردی جاتی تھی، وہ اُسکا اتباع کرتے تھے،
خواہ وہ حدیث بوساطتِ صحابہ ہو یا تابعین، ورنہ وہ قیاس و اجتہاد فرماتے اور خوب اجتہاد فرماتے
اور یہی آبو عبداللہ، آبو عبید سے روایت کرتے ہیں کہ اُنھوں نے امام شافعی رحمۃ اللہ
کو فرماتے سُنا ہے کہ جو فقہ کو سمجھنا اور پہچاننا چاہے اُسے لازم ہے کہ وہ امام آبو حنیفہ اور
اُنکے شاگردوں کا دامن پکڑے، کیونکہ تمام لوگ فقہ میں اُن کے ہی بچے ہیں۔

اور یہی آبو عبداللہ، وکیع سے روایت کرتے ہیں کہ اُنھوں نے فرمایا، خدا کی قسم!
امام آبو حنیفہ عظیم الامانت تھے، اور اُنکے قلبِ مبارک میں اللہ تعالیٰ کی عظمت و
جلالت اور اُسکی کبریائی بھرپور تھی، اور وہ ہر شے پر رضائے الٰہی کو غالب رکھتے تھے،
اگر اللہ کی راہ میں اُنکو تلواروں کی باڑھ پر اُٹھایا جاتا، تو یقیناً اُٹھنا گوارا کرلیتے۔
اللہ تعالیٰ کی اُن پر رحمت ہو، اور حق تعالیٰ اور اُسکے بندے اُن سے راضی ہوں۔ بلاشبہ وہ ابرار میں سے تھے
اور یہی آبو عبداللہ، حسن بن حارث سے نقل کرتے ہیں کہ اُنھوں نے فرمایا کہ میں نے
نضر بن شمیل کو کہتے سُنا ہے کہ لوگ فقہ کے معاملہ میں خوابِ غفلت میں تھے، یہانتک کہ
امام آبو حنیفہ نے انکو اس سے بیدار کیا، اور فقہ کو خوب واضح نکھار کر بیان فرمایا۔

اور یہی آبو عبداللہ، ابنِ مبارک سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ
کے گرد شاگردوں کو حلقہ باندھے دیکھا ہے، اور طلبار کے درمیان آپ تشریف رکھتے ہوتے، وہ آپ سے
سوال کرتے اور آپ اُنکو سمجھاتے ہوتے تھے۔ میں نے آپ سے بڑھکر فقہ میں گفتگو کرتے کسی کو نہ دیکھا۔

اور یہی آبو عبداللہ، ابو نعیم سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ
خوش رُو، خوش لباس، پاکیزہ، حسن المجلس، خوب عزت کرنے والے، اور اپنے
ہم جلیسوں سے بہترین اُنس و محبت کرنے والے بزرگ تھے۔

اور یہی ابو عبداللہ، عبدالرزاق سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا، میں معمر کے پاس تھا کہ ابنِ مبارک تشریف لائے، تو میں نے معمر کو یہ کہتے سنا کہ میں امام ابو حنیفہ سے بہتر کسی شخص کو نہیں جانتا، جو فقہ میں عمدہ گفتگو کرے، اور اسکا اجتہاد وسیع ہو، از روئے فقہ، حدیث کی تشریح کرتا ہو، انکی معرفت سب سے عمدہ تھی، اور امام صاحب کی مانند کسی کو زیادہ مہربان نہ دیکھا کہ جو اللہ تعالےٰ کے دین میں شک کا کچھ حصہ بھی رہنے دے۔

اور یہی ابو عبداللہ، بشر بن حارث سے روایت کرتے ہیں کہ ابنِ ابو داؤد سے یہ فرماتے سنا ہے کہ امام ابو حنیفہ کے بارے میں کوئی بدگوئی نہیں کر سکتا بجز اِن دو شخصوں کے یا تو وہ انکے علم سے حسد کرنے والا ہوگا، یا وہ انکے علم سے جاہل و ناواقف ہوگا، اور انکے تبحرِ علمی سے نادان ہوگا۔ بلا شبہ ابو معاویہ ضریر (نابینا) کو فرماتے سنا ہے کہ میں ہارون رشید کے پاس تھا کہ مجھے کچھ شیرینی کھلائی گئی، پھر طشت و پانی لایا گیا اور میرے ہاتھوں کو پانی سے دھلایا گیا۔ اسکے بعد امیر المؤمنین نے مجھ سے پوچھا، تم جانتے ہو کہ کس نے آپ کے ہاتھوں پر پانی ڈالا ہے؟ تو میں نے کہا اے امیر المومنین نہیں! (کیونکہ نابینا ہوں)۔ امیر المومنین نے کہا، میں نے آپ کے علم وفضل کی بزرگی کی وجہ سے خود پانی ڈالا ہے۔ تو میں نے کہا، اللہ تعالیٰ تیری عزت کرائے جسطرح تو نے علم کی عزت افزائی کی ہے

بشر بن موسیٰ سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ ابو عبدالرحمٰن مقری ہم سے بیان کرتے ہیں کہ جب ہم امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ مروی کسی حدیث کو بیان کرتے، تو ہم کہتے حدثنا شاھنا یعنی ہمارے بادشاہ نے ہم سے حدیث بیان فرمائی۔

نیز ابنِ ابی اویس سے مروی ہے کہا میں نے ربیع کو فرماتے سنا ہے کہ ایک دن امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ، منصور کے پاس پہنچے، انکے پاس عیسیٰ بن موسیٰ موجود تھے تو منصور نے آپ کا تعارف کراتے ہوئے کہا، آج دنیا میں عالم یہ شخص ہے۔ اسکے بعد امام صاحب کی طرف متوجہ ہو کر دریافت کیا، اے نعمان! آپ نے کس سے علم حاصل فرمایا ہے؟ فرمایا، سیدنا عمر بن خطاب، اور انکے اصحاب سے، اور سیدنا علی اور

اُنکے اصحاب سے، اور سیدنا عبداللہ اور اُنکے اصحاب سے، اور اُن سے جو سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں اُن سے بڑھ کر روئے زمین پر عالم تھے۔ اس پر منصور نے کہا یقیناً آپ نے اپنے لیے بہترین علماء کا اعتماد فرمایا ہے"۔

نیز یحییٰ الحمانی سے مروی ہے، کہا میں نے ابنِ مبارک کو فرماتے سُنا ہے کہ میں نے سفیان ثوری سے دریافت کیا، اے ابوعبداللہ! کیا وہ باتیں بعید از قیاس نہیں ہیں جو امام ابوحنیفہ کے دشمن سے اُنکے پسِ پشت غیبت کرتے ہوئے سنتا ہوں؟ انھوں نے فرمایا صحیح ہے، خدا کی قسم میں سمجھتا ہوں کہ اُنکی نیکیوں کو کوئی گم نہیں کرسکتا، البتہ وہ اپنی نیکیاں لٹاتے ہیں۔

اور ابنِ مبارک سے مروی ہے کہا میں نے حسن بن عمارہ کو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی سواری کی رکاب تھامے دیکھا ہے، اور وہ فرمارہے تھے کہ خدا کی قسم! میں نے مسائلِ فقہیہ میں ان سے زیادہ کسی کو بلیغ گفتگو کرتے نہیں پایا، اور نہ ان سے بڑھ کر مختصر کسی کا جواب دیکھا۔ بلاشبہ یہ اپنے زمانہ میں بلانزاع متکلمین کے سردار ہیں۔ جو کوئی انکی بدگوئی کرتا ہے، وہ حسد ہی سے کرتا ہے۔

اور مسعر بن کدام سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی مسجد میں آیا، تو آپ کو اشراق کی نماز پڑھتے دیکھا، اسکے بعد وہ طلباء کو پڑھانے وہیں بیٹھ گئے اور نمازِ ظہر تک پڑھاتے رہے، اسکے بعد عصر تک پڑھایا، پھر مغرب تک۔ پھر جب نمازِ مغرب پڑھ چکے، تو اس انتظار میں تشریف رکھی کہ نمازِ عشاء ادا کرلی جائے۔ اُسوقت میں نے اپنے دل میں خیال کیا، یہ عجیب بزرگ ہیں کہ اپنے اس شغل میں کبھی عبادت سے فارغ ہی نہیں ہوتے اور نہ یہ تھکتے ہیں۔ پھر بعد عشاء جب سب لوگ مسجد سے چلے گئے، تو آپ نماز کے لیے کھڑے ہوگئے یہانتک کہ فجر طلوع ہوگئی، اسکے بعد وہ اپنے مکان میں تشریف لیگئے، لباس تبدیل کرکے پھر مسجد میں تشریف لے آئے اور صبح کی نماز پڑھی، پھر طلباء کو ظہر تک پڑھایا، پھر عصر تک، پھر مغرب تک، پھر عشاء تک۔ اُسوقت میں نے دل میں خیال کیا، یہ عجیب بزرگ ہیں، اب رات بھی یوں ہی گزاردینگے، اور رات بھی انھیں تھکا نہ سکے گی۔ پھر جب نمازِ عشاء کے بعد لوگ

چلے گئے، تو نماز کے لیے کھڑے ہو گئے، اور گزشتہ شب کے مطابق عمل کیا، پھر جب صبح صادق ہوئی
پھر اسی طرح مکان میں لباس تبدیل کر کے مسجد میں تشریف لائے اور نمازِ فجر پڑھی، اور اسکے
بعد گزشتہ دونوں دنوں کی طرح پڑھایا، یہانتک کہ جب آپ نے نمازِ عشار پڑھی، تو میں نے
دل میں خیال کیا، بلاشبہ یہ بزرگ اس رات کو بھی اسی طرح نماز میں گزار دینگے جسطرح
گزشتہ دونوں راتوں کو میں نے دیکھا ہے، اور رات بھی انھیں تھکا نہ سکے گی۔ چنانچہ آپ نے
اس رات بھی ویسا ہی کیا، پھر جب صبح ہوئی تو حسبِ سابق عمل فرمایا۔ اسوقت میں نے
اپنے دل میں عہد کیا کہ میں ہرگز یہاں سے نہ جاؤں گا، جبتک یا تو ان کا انتقال نہ ہو جائے
یا میں نہ مر جاؤں، پھر انھوں نے مسجد میں مستقل اقامت کر لی۔ ابنِ ابی معاذ فرماتے ہیں
کہ پھر مجھے یہ خبر پہنچی کہ امام ابو حنیفہ کی مسجد میں حضرت مسعر نے حالتِ سجدہ میں انتقال فرمایا۔ رحمۃ اللہ علیہ
اور ابو الجویریہ سے یہ بھی مروی ہے کہ انھوں نے کہا، بلاشبہ میں نے حماد بن ابی سلیمان
علقمہ بن مرثد، محارب بن دثار اور عون بن عبداللہ کی صحبتیں بھی کی ہیں، اور امام ابو حنیفہ
رضی اللہ عنہ کی صحبت میں بھی حاضر ہوا ہوں، مگر ان میں سے کسی کو بھی امام صاحب سے زیادہ
احسن طریق پر رات کو گزارنے والا نہ پایا۔ بلاشبہ میں نے امام صاحب کی خدمت میں چھ مہینے
حاضری دی ہے، لیکن کبھی بھی کسی پہلو پر آرام کرتے نہیں دیکھا۔

اور ابو حمزہ سکری سے مروی ہے، کہا میں نے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کو فرماتے سنا ہے
کہ جب نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث ملجاتی ہے، تو پھر میں اسکے علاوہ کسی اور پر توجہ
ہی نہیں کرتا، اور بے چون وچرا اسی پر عمل کرتا ہوں۔ اور جب کسی صحابی کی حدیث پہنچتی ہے
تو ہم مختار ہوتے ہیں۔ اور جب کسی تابعی کی روایت ملتی ہے، تو ہم مزاحمت کرتے ہیں۔

اور ابو غسان سے یہ بھی مروی ہے، انھوں نے کہا میں نے اسرائیل کو فرماتے سنا ہے
کہ امام ابو حنیفہ سیدنا النعمان کتنے اچھے بزرگ تھے! جس حدیث میں کوئی مسئلہ فقہیہ ہو، تو وہ
اسکی سب سے زیادہ محافظت کرنیوالے، اور اس میں خوب غور و خوض کرنے والے تھے۔
خلفاء و امراء اور وزراء انکی تعظیم و تکریم کرتے تھے، اور جو کوئی کسی مسئلہ فقہیہ میں ان سے

مناظرہ کرتا، تو وہ اسکے اوپر غالب آجاتے تھے۔ بلا شبہ حضرتِ مسعر فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص امام صاحب اور اللہ تعالیٰ کے درمیان رخنہ اندازی اور حائل ہونے کی کوشش کرتا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ وہ نہ خوفِ خدا رکھتا ہے، اور نہ اپنی جان پر احتیاط برتتا ہے۔

اور حارث بن ادریس سے مروی ہے، انھوں نے کہا' ابو وہب عامری فرماتے ہیں کہ اس سے کہدو، جو موزوں پر مسح کرنے پر اعتقاد نہیں رکھتا، اور امام ابوحنیفہ کے بارے میں اعتراض کرتا ہے کہ وہ کم عقل ہے۔

اور ابوبکر بن عیاش سے یہ بھی مروی ہے کہ جب سفیان کے بھائی عمر بن سعید کا انتقال ہوا، تو ہم انکی تعزیت کرنے کے لیے سفیان کے پاس گئے، اسوقت انکی مجلس گھروالوں اور تعزیت کرنیوالوں سے بھری ہوئی تھی، ان میں عبداللہ بن ادریس بھی تھے اسی وقت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ اپنی ایک جماعت کے ساتھ تعزیت کے لیے تشریف لائے جسوقت سفیان نے آپ کو دیکھا، تو مجلس سے اٹھ کر تعظیم و خیر مقدم کیلیے آگے بڑھے، اور عزت و احترام کے ساتھ اپنی جگہ لاکر بٹھایا، اور خود آپ کے آگے دو زانو ہو کر بیٹھ گئے۔ (جب امام صاحب تعزیت کر کے تشریف لیگئے) تو میں نے کہا اے ابوعبداللہ! (سفیان کی کنیت ہے) آج میں نے آپ کا ایسا عمل دیکھا ہے جسے آپ ناپسند کرتے تھے، اور ہم لوگوں کو اس سے باز رکھا کرتے تھے۔ انھوں نے پوچھا، ایسا کونسا عمل تم نے دیکھا؟ میں نے کہا آپ کے پاس امام ابوحنیفہ تشریف لائے، تو آپ نے نہ صرف تعظیم کے لیے قیام فرمایا، بلکہ انکو اپنی جگہ بٹھا کر ادب و تواضع میں خوب مبالغہ فرمایا۔ سفیان نے فرمایا، میں نے اسکے لیے تو کبھی تمہیں منع نہ کیا، یہ شخص (امام صاحب) علم کے بہت اونچے مقام پر فائز ہے اگر میں انکے علم کیلیے نہ کھڑا ہوتا، تو انکی کبر سنی کے لیے کھڑا ہوتا۔ اور اگر کبر سنی کیلیے کھڑا نہ ہوتا، تو انکے فقہ کے لیے کھڑا ہوتا۔ اور اگر فقہ کیلیے بھی کھڑا نہ ہوتا، تو انکے تقوے اور ورع کیلیے کھڑا ہوتا۔" میں انکے اس جواب سے لاجواب ہو کر رہ گیا۔

اور نعیم بن حماد سے یہ بھی مروی ہے، انھوں نے فرمایا، میں نے عبداللہ بن مبارک

کو فرماتے سنا ہے کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث پہنچتی ہے، تو میرے سر آنکھوں پر۔ اور جب کسی صحابی کا قول ملتا ہے، تو ہم اُسے اختیار کر لیتے ہیں، اور اُنکے قول سے باہر نہیں جاتے، اور جب کسی تابعی کی بات پہنچتی ہے، تو ہم مزاحمت کرتے ہیں۔

اور علی بن یزید صدائی سے مروی ہے، انھوں نے کہا، میں نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے کہ وہ رمضانِ مبارک میں ساٹھ ختمِ قرآن کرتے تھے، ایک ختم رات کو اور ایک ختم دن میں۔

اور ابی یحییٰ حمانی، امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے بعض تلامذہ سے روایت کرتے ہیں کہ امام صاحب عشار کے وضو سے فجر کی نماز پڑھتے تھے، اور رات میں نوافل پڑھنے کے لیے ریشِ مبارک میں کنگھی کر کے مزین فرماتے تھے۔

اور کتاب حافظ ابو بکر محمد بن عمر جعابی (مشہور محدث ہیں) میں اسحاق ابن بہلول سے مروی ہے، انھوں کہا کہ سفیان بن عیینہ فرماتے تھے کہ میں نے شقیق بن عتیبہ کو فرماتے سنا ہے کہ میری آنکھوں نے امام ابو حنیفہ کی مثل کسی کو نہ دیکھا۔

اور اسی کتاب میں بروایت عفان بن مسلم ہے، انھوں نے کہا کہ میں نے حماد بن سلمہ سے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے تذکرہ میں سنا ہے، انھوں نے فرمایا کہ وہ لوگوں میں سب سے عمدہ و احسن فتویٰ دینے والے تھے۔

اور اسی کتاب میں بروایت اسمٰعیل بن عیاش ہے، انھوں کہا میں نے امام اوزاعی (المتوفی ۱۵۷ھ) اور عمری کو فرماتے سنا ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ مشکل سے مشکل تر مسائل کو سب سے زیادہ جاننے والے تھے۔

اور اسی کتاب میں بروایت یزید بن ہارون ہے، انھوں نے کہا کہ میں نے اچھا جانا میں فلاں فلاں مسئلہ میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے فتویٰ لوں۔

اور "تاریخ بخارا" میں بروایت غنجار از علی بن عاصم ہے کہ انھوں نے کہا کہ اگر

روئے زمین کی نصف آبادی کی عقلوں کو امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی عقل سے وزن کیا جائے، تو یقیناً انکی عقل غالب وزن دار ہوگی۔

اور اسی کتاب میں بروایت نعیم بن عمر ہے، انھوں نے کہا میں نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے سُنا ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا، تعجب ہے کہ میرے بارے میں لوگ یہ کہتے ہیں کہ میں قیاس اور رائے سے فتویٰ دیتا ہوں، حالانکہ میں وہی فتویٰ دیتا ہوں جو اثر (حدیث) میں ہو۔

اور اسی کتاب میں بروایت آسد بن عمرو ہے کہ انھوں نے فرمایا، میں نے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کو فرماتے سنا ہے کہ قرآنِ کریم میں کوئی ایسی سورۃ نہیں جسکی میں نے اپنے وتروں کی رکعت میں نہ قرات کی ہو۔

ابن خسرو بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابوالقاسم علی بن حسین بن عبداللہ شافعی سے سنا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوالقاسم بن برہان نحوی کو کہتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنکو فہم و فراست سے نوازا ہے، وہ مذہب کے اعتبار سے امام ابو حنیفہ ہیں اور فن نحو کے لحاظ سے خلیل ہیں۔ ان دونوں کی بکثرت روشن نشانیاں اور عاجز کرنے والی حکمتیں دیکھی ہیں، جن سے دل میں نورانیت حاصل ہوتی ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو حق کی راہ، اور صدق کی شریعت پر خاص طور سے فائز کیا ہے۔

اور ابن خسرو بیان کرتے ہیں کہ مجھے قاضی ابوسعید محمد بن احمد بن محمد نے چند شعر سناتے ہوئے فرمایا، یہ اشعار استاذ الادب حضرت ابو یوسف یعقوب بن احمد بن محمد نے اپنے لیے موزوں فرمائے ہیں ؎

حسبی من الخیرات ما اعددتہ یوم القیٰمۃ فی رضی الرحمٰن

دین النبی محمد خیر الوریٰ ثم اعتقادی مذہب النعمان

یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے قیامت کے دن میرے اعمالنامہ میں یہ نیکی کافی ہے کہ میں سیدِ عالم خیر الوریٰ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر ہوں، اور امام

ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے مذہب پر میرا اعتقاد ہے۔

امام صاحب کی حاضر جوابی

خطیب صاحب اپنی کتاب "المتفق والمفترق" میں بروایت محمد بن ثابت الاحول نقل کرتے ہیں، انھوں نے کہا، میں نے اسید بن ابی اسید الحارثی سے سنا ہے کہ میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کی حاضر جوابی، اور انکے قیاس واجتہاد پر تعجب کرتا ہوں۔ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حجام نے ایک بال کاٹا، آپ نے فرمایا، ایسے سفید بال چن لو۔ حجام نے کہا، اسے نہ چھوائیے ورنہ سفید بال اور زیادہ ہو جائینگے۔ امام صاحب نے فرمایا، اگر سفید بال چننے سے زیادہ ہونگے، تو کالے بال چن لو، تاکہ کالے بال زیادہ ہوں۔

کتاب العقلاء کے مصنف (ابنِ عبد البر یوسف بن عبد اللہ قرطبی المتوفی ۴۶۳ھ) بالاسناد محمد بن یحییٰ قصری سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے بیان کیا، خلیفہ وقت منصور نے امام ابوحنیفہ، امام ثوری، حضرت مسعر، اور شریک کو بلایا، تاکہ ان میں سے کسی کو منصبِ قضاۃ سپرد کرے۔ راہ میں امام صاحب نے انکو مشورہ دیا کہ میں تو ایک حیلہ کرونگا، اور اس بہانے سے خلاصی پالوں گا، اور مسعر دیوانے بنجائیں، تو وہ یوں اس سے بچ جائینگے۔ اور سفیان بھاگ جائیں، اور شریک اسے قبول کر لیں۔ چنانچہ جب یہ حضرات خلیفہ کے سامنے پہنچے، تو امام صاحب نے فرمایا، میں ایک مردِ مولیٰ (عجمی) ہوں عربی نہیں ہوں، اور اہلِ عرب اسے پسند نہیں کرینگے کہ مولیٰ (عجمی) کو ان پر مقرر کیا جائے، اور اسکے سوا یہ بھی بات ہے کہ میں منصبِ قضاء کی صلاحیت نہیں رکھتا، اگر میں اپنے اس کہنے میں صادق ہوں تو میں منصبِ قضیٰ کے لائق نہیں، اور اگر جھوٹا ہوں تو اے خلیفہ! تمہیں لائق نہیں کہ مسلمانوں کے خون اور انکی عزت وآبرو پر ایک جھوٹے کو مسلط کرو۔ اب رہے سفیان، تو ان کو راہ میں ایک شخص ملا، وہ ضرورت پوری کرنے کیلیے چلدیے، وہ شخص اس انتظار میں رہا کہ حاجت سے فارغ ہو کر واپس آئیں، انھوں نے ایک کشتی دیکھی، انھوں نے ملاح سے کہا، اگر تو مجھے کشتی میں سوار کر کے بچا سکتا ہے تو بچا دے

ورنہ میں ذبح کر دیا جاؤں گا۔ اور یہ بات رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے بموجب فرمائی کہ حضور نے فرمایا، جسے قاضی بنا دیا گیا، گویا اُسے بغیر چھری کے ذبح کر دیا گیا تو ملاح نے دریچہ کے پیچھے چھپا دیا۔ اب رہے حضرت مسعر، تو انھوں نے منصور کے سامنے جا کر کہا، اے منصور! ہاتھ لا، تیری اولاد، اور سواری کے جانور کیسے ہیں؟ اس پر منصور نے کہا، اسے نکالدو یہ تو دیوانہ ہے۔ اب صرف شریک رہ گئے، تو انکی گردن میں یہ قلادہ ڈالدیا گیا۔ اسکے بعد امام ثوری کو چھوڑ دیا اور کہا، اگر تم بھاگنا چاہو تو نہیں بھاگ سکتے۔

اور ابو المظفر سمعانی "کتاب الانتصار" میں، اور ابو اسمٰعیل ہروی "کتاب ذم الکلام" میں نوح الجامع سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا، میں نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا "اعراض و اجسام" کے بارے میں جو لوگ بحث کرتے ہیں اس میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا یہ فلسفیوں کی بحثیں ہیں، تمہیں صرف اثر (حدیث) اور طریقۂ سلف پر قایم رہنا چاہیے ہر بدعت و اختراع سے بچو، کیونکہ یہ بدعت ہے۔

اور ہروی، محمد بن حسن سے نقل کرتے ہیں، انھوں نے کہا امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ نے ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ عمرو بن عبید پر لعنت کرے، کیونکہ اُس نے لایعنی، فضول کلامی بحثوں کا دروازہ لوگوں کے لیے کھولا ہے۔ اور بیان کرتے ہیں کہ امام صاحب ہم سے فقہ پر بحث فرماتے اور کلامی گفتگو سے ہمیں روکتے تھے۔

تاریخ ابنِ خلکان میں ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ عالم، عامل، زاہد، متورع متقی، کثیر الخشوع، اور خدا کے حضور دایم التضرع تھے۔ منصور خلیفۂ وقت نے ارادہ کیا کہ انھیں منصب قضا وغیرہ پر مقرر کرے، آپ کے انکار پر خلیفہ نے قسم کھائی، ضرور بالضرور ایسا کروں گا۔ اس پر امام صاحب نے بھی قسم کھائی، ہرگز ہرگز ایسا نہ کرونگا۔ خلیفہ کے حاجب ربیع ابنِ یونس نے کہا، کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ امیر المومنین نے اس پر قسم کھائی ہے؟ امام صاحب نے فرمایا، امیر المومنین مجھ سے زیادہ قادر ہے کہ وہ قسم کا کفارہ ادا کر سکے۔

اور منصبِ قضاء قبول کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ آپ فرماتے اللہ سے ڈرو، اور کسی غیر اہل کو یہ منصب دیکر اپنی امانت کو ضائع نہ کرو، اُسی کو یہ منصب دو، جسے خوفِ خدا ہو، خدا کی قسم! میں رضامندی کا محافظ نہیں، تو غضب و غصہ کا کیسے متحمل ہو سکتا ہوں، اور تم تو ایسے شخص کو قریب لاتے ہو، جو تمہاری ہاں میں ہاں ملائے، اور ہر حال میں تمہاری تکریم کرے، اور میں اسکی صلاحیت نہیں رکھتا۔ اس پر خلیفہ نے کہا، آپ جھوٹ کہتے ہیں، آپ اسکی اہلیت و صلاحیت رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا، اے خلیفہ! اپنے دل سے فیصلہ لو، تمہارے لیے یہ کب حلال ہے کہ اپنی امانت پر ایسے شخص کو متولی بناؤ جو جھوٹا ہو۔ راوی کہتا ہے کہ امام صاحب وجیہ اور خوشرو تھے۔ ایک قول یہ ہے کہ آپ بہت دراز قد تھے

یحییٰ ابنِ معین فرماتے ہیں، میرے نزدیک قراءت، قراءتِ حمزہ، اور فقہ، امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کی فقہ ہے، اسی پر میں نے لوگوں کو پایا ہے۔

اور جعفر ابنِ ربیع فرماتے ہیں کہ میں نے امام صاحب کے پاس پچاس سال خدمت میں گزارے، میں نے آپ سے بڑھ کر خاموش طبع نہیں دیکھا۔ جب کوئی آپ سے فقہ کا مسئلہ دریافت کرتا، تو سلسلۂ کلام شروع فرماتے، گویا پانی ٹھاٹھیں مار رہا ہے، اور اُسے غور سے سنتا، اور کلام کے اُتار چڑھاؤ کو دیکھتا۔

عبداللہ بن رجاءہ بیان کرتے ہیں کہ کوفہ میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کے پڑوس میں ایک موچی رہتا تھا، جو تمام دن تو محنت و مزدوری کرتا، اور رات گئے گھر میں گوشت یا مچھلی لیکر آتا، پھر اُسے بھونتا، اسکے بعد شراب پیتا، جب شراب کے نشہ میں دُھت ہو جاتا تو وہ اُونچی آواز سے یہ شعر پڑھ کر غل مچاتا ؎

اضاعونی وای فتیً اضاعوا لیوم کریھۃ وسداد ثغر

یعنی انھوں نے مجھے ضائع کر دیا اے جوانو! اُسے ضائع کر دو۔

جو دن بھر سختیاں جھیلی ہیں، اور اپنے سرحدوں کو درست کر لو"

پھر وہ شراب پیتا رہتا، اور یہ شعر پڑھ پڑھ کر غل مچاتا رہتا، یہانتک کہ اُسے نیند گھیر لیتی

امام صاحب روزانہ اسکی آواز سنا کرتے تھے، اور خود تمام رات نماز میں مشغول رہتے
ایک رات اُس ہمسایہ کی آواز نہ سُنی، صبح کو اُسکے بارے میں استفسار فرمایا۔ بتایا گیا کہ
اُسے کل رات سپاہیوں نے پکڑ لیا ہے، اور وہ قید میں ہے۔ امام صاحب نے نمازِ فجر
پڑھی، اور اپنی سواری پر سوار ہوکر خلیفہ کے پاس پہنچے، اذن طلب کیا۔ امیر نے حکم دیا
احترام کے ساتھ لیکر آؤ، اور اُنکی سواری کی لگام پکڑ کر فرشِ شاہی تک لیکر آؤ اترنے نہ دینا
تو انھوں نے ایسا ہی کیا، اور امیر ہمیشہ اُنکے لیے اپنی مجلس میں وسعت دیتا تھا۔ امیر نے
دریافت کیا، کیا ارشاد ہے؟ فرمایا میرا ایک ہمسایہ موچی تھا، جسے کل رات سپاہیوں
نے پکڑ لیا ہے۔ اے امیر المومنین! اُس کی آزادی کا حکم فرمائیے۔ کہا، ہاں! اور ہر اُس
قیدی کو جو آج کے دن تک پکڑا گیا ہے۔ چنانچہ سب کو آزاد کرنے کا حکم دیدیا۔ اسکے بعد
امام صاحب سواری پر سوار ہوکر چلدیئے، اور ہمسایہ موچی پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ امام صاحب
نے اُس سے فرمایا" اے نوجوان! ہم نے تجھے بڑی تکلیف دی۔ اُس نے کہا، نہیں! بلکہ
آپ نے میری حفاظت فرمائی، اور میری سفارش کی، اللہ تعالیٰ آپ کو بہترین جزاء دے
آپ نے ہمسایہ کی حُرمت اور حق کی رعایت فرمائی۔ پھر اُس نے توبہ کرلی، اور دوبارہ اُس
نے وہ حرکتیں نہ کیں۔

ابنِ مبارک بیان کرتے ہیں کہ مکۂ مکرّمہ کی راہ میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کو دیکھا
کہ آپنے ہمراہیوں کے لیے ایک فربہ جانور بھُونا، لوگوں نے خواہش کی کہ اسے سرکہ سے
کھایا جائے، مگر کوئی برتن اتنا بڑا نہ ملا جس میں سرکہ ڈالا جاسکے، سب پریشان تھے، تو دیکھا
کہ امام صاحب نے ریت میں ایک گڑھا کھودا، اور اُس پر دسترخوان (غالباً چرمی ہوگا)
کو بچھایا، اور اُس میں سرکہ ڈالدیا۔ اسطرح سب نے بھُنے گوشت کو سرکہ کے ساتھ
کھایا۔ آپ کا علم ہر معاملہ میں بہترین ہے۔ پھر فرمایا، تم سیر و سیاحت کو لازم کرلو،
اس قسم کی باتیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے خود الہام فرما دیتا ہے۔

امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ ابو جعفر منصور خلیفۂ وقت نے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کو بلایا

اُسوقت ربیع نے جوکہ منصور کا حاجب تھا، اور امام صاحب سے عداوت رکھتا تھا، خلیفہ منصور سے کہا، اے امیرالمومنین! یہ امام ابو حنیفہ آپ کے جدّ حضرتِ عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کی اس مسئلہ میں مخالفت کرتے ہیں کہ جب کوئی قسم کھالے، پھر اسکے ایک دن یا دو دن بعد استثناء کرلے تو جائز ہے! امام صاحب نے فرمایا، ایسا استثناء جائز نہیں، البتہ جو استثناء قسم کے ساتھ متصل ہو، وہ جائز ہے۔ پھر فرمایا، اے امیرالمومنین! یہ ربیع گمان رکھتا ہے کہ آپ کے لشکریوں کی گردن پر آپ کی بیعت نہیں ہے۔ منصور نے پوچھا، یہ کیسے؟ فرمایا، آپ کے سامنے تو اطاعت پر قسم کھا جاتے ہیں، پھر گھر جاکر پلٹ جاتے ہیں، اور استثناء کرکے اپنی قسموں کو باطل کردیتے ہیں"۔ اس پر منصور ہنسا، اور ربیع سے کہا، اِن سے جھگڑا نہ کیا کرو۔ پھر جب امام صاحب واپس تشریف لے چلے، تو آپ سے ربیع نے کہا، آپ میرا خون بہانا چاہتے تھے؟ امام صاحب نے فرمایا، تم بھی تو میرا خون بہانے کے درپے تھے میں نے اپنے آپ کو بچایا ہے۔

اور ابو العباس طوسی، امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں اچھا گمان نہ رکھتا تھا اور امام صاحب اس بات کا علم رکھتے تھے۔ امام صاحب، جسوقت منصور کے پاس پہنچے وہاں اور بہت سے لوگ بھی تھے، تو طوسی نے کہا، آج میں امام صاحب کو قتل کراؤں گا۔ پس آپ کے قریب آکر اُس نے کہا، اے ابو حنیفہ! امیرالمومنین نے کسی کو قتل کرانے کے لیے جلّاد کو بلایا ہے۔ میں نہیں جانتا وہ کس کی گردن اڑائینگے؟ امام صاحب نے فرمایا اے ابو العباس! امیرالمومنین حق کے بدلے میں قتل کرائینگے، باطل کے بدلہ میں؟ اُس نے کہا حق کے بدلہ میں۔ فرمایا، حق کو نافذ کردو، خواہ وہ کوئی ہو، اسکے بارے میں تو نہ پوچھ۔ پھر امام صاحب نے اپنے قریبی ہمنشیں سے فرمایا، یہ شخص مجھے پھنسانا چاہتا تھا تاکہ پکڑوا سکے۔

یزید بن کمیت بیان کرتے ہیں کہ آخری نمازِ عشاء کی جماعت میں علی بن حسین نے سورۂ اِذَا زُلزِلَت کی قرأت کی، اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ انکی اقتداء میں تھے،

جب سب لوگ نماز پڑھ کر جا چکے، تو میں نے امام صاحب کی طرف نظر کی، تو دیکھا کہ وہ متفکر بیٹھے ہوئے ہیں اور گہرا سانس لے رہے ہیں۔ میں نے خیال کیا میں اٹھکر چلا جاؤں تاکہ آپ کا دل میری طرف مشغول نہ ہو۔ جب میں جانے لگا، تو قندیل (لالٹین) میں نے رہنے دی، حالانکہ اُس میں بہت تھوڑا سا تیل تھا۔ پھر لوٹ کر آیا تو آپ فرما رہے تھے، اُسے وہ ذات! جو ایک ذرہ برابر نیکی کا اچھا بدلا دیتا ہے، اور اے وہ ذات! جو ذرّہ برابر بدی کی سزا دیتا ہے، اپنے بندہ نعمان کو دوزخ اور اُسکی ہر بُرائی سے نجات دے اور اُسے اپنی رحمت کی وسعت میں داخل فرما"۔ پھر میں نے اذان دی، اُسوقت دیکھا کہ قندیل بدستور روشن ہے۔ پھر جب میں آپ کے قریب ہُوا، تو فرمایا کیا تم قندیل کو لیجانا چاہتے ہو؟ میں نے عرض کیا، میں نے تو نمازِ فجر کی اذان بھی دیدی ہے۔ فرمایا، جو تم نے دیکھا اُسے پوشیدہ رکھنا۔ اسکے بعد آپ نے دو رکعتیں پڑھیں، اور بیٹھے رہے، یہانتک کہ نماز کی اقامت ہوئی، اور ہمارے ساتھ رات کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی۔

امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی ولادتِ باسعادت ۸۰ھ میں ہوئی تھی، اور ایک قول یہ ہے کہ ۶۱ھ میں ہوئی تھی، لیکن اصح قول پہلا ہی ہے۔ اور ماہِ رجب میں رحلت فرمائی اور ایک قول یہ ہے کہ ۱۵۰ھ کے ماہِ شعبان میں، اور ایک قول یہ ہے کہ ۱۱ جمادی الاولیٰ ۱۵۰ھ میں، اور ایک قول یہ ہے کہ ۱۵۱ھ میں، کسی نے کہا ۱۵۳ھ میں وصال فرمایا۔ اور ایک قول یہ ہے کہ جس رات امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش ہوئی، اُسی رات آپ کا وصال ہُوا۔ آپ کی وفات بغداد شریف میں ہوئی، اور مقبرۂ خیزران میں مدفون ہوئے، وہیں آپ کا مزار شریف ہے، اور لوگ زیارت کرتے ہیں۔ (مقدمہ ہدایہ میں ہے کہ جب امام صاحب کو موت کا احساس ہُوا، تو آپ سجدہ میں گئے، اور سجدہ ہی کی حالت میں وصال فرمایا۔ رضی اللہ عنہ وعن تابعیہ) یہانتک "تاریخ خلکان" کی عبارت تھی جو ختم ہوئی۔

حافظ جمال الدین المزی نے "التہذیب" میں اتنا زیادہ کیا کہ آپ کی نمازِ جنازہ چھ مرتبہ ہوئی، اور اژدحام کی زیادتی کی وجہ سے نمازِ عصر تک آپ کو دفن نہ کر سکے۔

کتاب "غایۃ الاختصار فی مناقب الاربعۃ ائمۃ الامصار" میں بروایت ابن المبارک ہے، انھوں نے بیان فرمایا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے زیادہ عزت ومتانت والی مجلس کوئی نہ تھی۔ ایک دن ہم مسجدِ جامع میں بیٹھے ہوئے تھے، چھت سے ایک سانپ امام صاحب کی گود میں گرا۔ آپ کے سوا سب لوگ بھاگ کھڑے ہوئے، مگر امام صاحب بجز اسکے کہ سانپ کو ہٹاتے تھے اپنی جگہ سے ہٹے تک نہیں۔

اور سلمہ بن شبیب بیان کرتے ہیں کہ عبدالرزاق فرماتے تھے کہ میں جب بھی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کو دیکھتا تھا، تو آپ کے رخسار اور آنکھوں سے گریہ کے آثار ظاہر ہوتے تھے

سہل بن مزاحم کہتے ہیں کہ ہم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کے دولتکدہ میں داخل ہوئے تو ہم نے اُنکے یہاں بجز چٹائی کے کچھ نہ دیکھا۔

اور امام ابویوسف فرماتے تھے کہ امام ابوحنیفہ' سلف کی بے مثل یادگار تھے خدا کی قسم! روئے زمین پر اب اُن کا ثانی کوئی نہیں۔

یزید بن کمیت بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کے بارے میں سنا کہ کسی شخص نے آپ سے کسی مسئلہ میں مناظرہ کیا، آپ نے فرمایا اللہ تعالےٰ تجھے بخشے، اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ تو نے کہا میں اسکے خلاف ہوں، اور وہ خوب جانتا ہے، جب سے مجھے اُسکی معرفت ہوئی ہے، اُسکی خلاف ورزی نہیں کی ہے، میں اُس سے اسکی معافی کا ہی خواستگار ہوں، اور اُسکے عذاب سے خوف زدہ ہوں، پھر اُسکے عذاب کے ذکر پر اتنا روئے کہ آہ بھر کر بیہوش ہو گئے۔ اسکے بعد جب افاقہ ہوا، تو اُس شخص نے کہا، مجھے اسکا حل بتلایئے۔ فرمایا ہر وہ بات جسے نادان کہیں' اور مجھ میں نہ ہو، وہ میرے نزدیک حل ہے، اور ہر وہ بات جسے اہل علم کہیں' اور مجھ میں نہ ہو' وہ میرے نزدیک حرج ہے۔ کیونکہ علماء کی غیبت' وہ بدی کے طور پر انکے بعد باقی رہتی ہے۔

اور دراوردی بیان کرتے ہیں کہ میں نے نمازِ عشاء کے بعد مسجدِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں امام مالک اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ دونوں مذاکرہ' اور

باہم افہام و تفہیم کررہے تھے، اور باہمی مسائل و اعمالِ مختلفہ اور دلائلِ متمسکہ میں ایک دوسرے کو خطاکار یا ملامت کے بغیر بحث ہوتی رہی، یہانتک کہ دونوں نے اسی مجلس میں نمازِ فجر پڑھی۔

منصور بن ہاشم کہتے ہیں کہ ہم عبداللہ بن مبارک کے پاس قادسیہ میں تھے کہ ایک شخص کوفہ کا آیا، اُس نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی بدگوئی کی۔ اس پر عبداللہ بن مبارک نے اُس سے فرمایا، خرابی ہو تیری! تو ایسے کی بدگوئی کرتا ہے، جس نے پینتالیس۴۵ سال ایک وضو سے نمازیں پڑھیں، اور جس نے ایک رات میں دو۲ رکعتوں میں پورا قرآن ختم کیا۔ میں جو فقہ کی تعلیم دیتا ہوں، وہی ہے جو میں نے امام صاحب سے حاصل کیا ہے۔

سوید بن سعید المروزی بیان کرتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن مبارک کو فرماتے سنا ہے؎

لقد زان البلاد ومن علیہا ۔۔۔ امام المسلمین ابوحنیفہ

باٰثارٍ وفقہٍ فی حدیثٍ ۔۔۔ کاٰثار الرموز علی الصحیفہ

فما فی المشرقین لہٗ نظیرٌ ۔۔۔ ولا بالمغربین ولا بکوفہ

رأیت القامعین لہٗ سفاھًا ۔۔۔ خلاف الحق مع حجج ضعیفہ

مطلب یہ کہ امام المسلمین ابوحنیفہ نے شہروں اور اُنکے رہنے والوں کو بلاشبہ مزین فرمایا اور حدیث کے آثار و فقہ سے اسطرح باخبر فرمایا جس طرح قرآن میں رموز و آثار ہیں۔ تو آپ کا نہ تو دونوں مشرق و مغرب میں کوئی نظیر ہے اور نہ کوفہ میں۔ میں نے بدگویوں کی بیوقوفیاں دیکھی ہیں کہ کمزور و ضعیف باتوں سے حق کے خلاف کرتے ہیں۔

اور ابوالقاسم غسان بن محمد بن عبداللہ بن سالم تیمی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کی منقبت میں کہتے ہیں؎

وضع القیاس ابوحنیفۃ کلہ ۔۔۔ فاتی باوضح حجۃ وقیاس

والناس یتبعون فیہا قولہٗ ۔۔۔ لما استبان ضیاءوہ للناس

افدی الامام اباحنیفۃ ذا التقی ۔۔۔ من عالم بالشرع والمقیاس

سبق الائمۃ فالجمیع عیالہ ۔۔۔ فیما تحراہ بحسن قیاس

یعنی امام ابوحنیفہ رضی اللہ نے قیاس و اجتہاد کے تمام قاعدے وضع کر کے خوب واضح حجت و قیاس کو سنادیا ہے اور لوگ آپ کے قول کی پیروی کرتے ہیں، کیونکہ اُسکی ضیاء لوگوں پر خوب روشن ہو چکی ہے ہر عالم دین اور صاحب عقل و فراست، ملاقات کرتے ہی امام ابوحنیفہ پر فدا ہو جاتا ہے بعد والے تمام ائمہ آپ ہی کے عیال ہیں، جس مسئلہ میں بھی اجتہاد کیا خوب اجتہاد کیا۔"

مناقب الائمہ اربعہ کی ایک اور کتاب میں ہے کہ کسی شخص نے کسی جگہ مال کو دفن کیا پھر وہ اُس جگہ کو بھول گیا، وہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کے پاس آیا اور عرضِ حال کیا، آپ نے فرمایا، یہ فقہ کا مسئلہ تو ہے نہیں، جس کا حل تجھے بتادوں، لیکن تو جا اور رات بھر صبح تک نماز پڑھ شاید کہ تجھے دفینہ کی جگہ یاد آجائے۔ چنانچہ اُس نے ایسا ہی کیا، اور چوتھائی رات سے پہلے ہی اُسے جگہ یاد آگئی۔ پھر اُس نے آکر امام صاحب کو اسکی خبر دی فرمایا، تو جان لے کہ شیطان تجھے رات بھر عبادت میں مشغول نہیں رکھ سکتا تھا، اُس نے جلد ہی تجھے یاد کرادیا۔ خرابی ہو تیری! بطور شکرانہ اپنی یہ رات تو عبادت میں صرف کرتا۔ بعضوں نے کہا ہے ؎

الفقہ منا ان اردت تفقہًا — والجود والمعروف للمنتاب

واذا ذکرت اباحنیفۃ فیہم — خضعت لہٗ فی الرأئے کل رقاب

یعنی ہمارے فقہ کو اگر تم سمجھنے کا ارادہ کرو گے، تو ہر صاحبِ عقل، سخاوت و نیکی ہی پائے گا اور جب تم ان میں امام ابوحنیفہ کا ذکر کرو گے، تو آپ کے اجتہاد پر ہر ایک کی گردنیں جھک جائینگی

ابوالمؤید موفق بن احمد مکی فرماتے ہیں ؎

ھٰذا مذہب النعمان خیر المذاہب — کذا القمر الوضاح خیر الکواکب

تفقہ فی خیر القرون مع التقیٰ — فمذھبہٗ لاشك خیر المذاہب

یہ نعمان بن ثابت کا مذہب بہترین مذہب ہے، جسطرح چاند خوب روشن ہے اور ستاروں سے بہتر ہے خیر القرون میں تقوے کیساتھ فقہ مرتب ہوا، تو اُن کا مذہب بلاشبہ بہترین مذہب ہے

بعضوں نے کہا ؎

ایا جبلی نعمان، ان حصا کما لتحصی وما تحصی فضائل النعمان

یعنی اے نعمان کے نزدیکی میرے پہاڑ و تمہاری کنکریاں شمار کیجا سکتی ہیں لیکن نعمان کے فضائل شمار نہیں ہو سکتے

مسندِ امام ابو حنیفہ کے جمع کرنیوالوں میں سے ایک صاحب نے فرمایا کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مناقب میں یہ صفت منفرد خاص ہے کہ آپ ہی وہ پہلے شخص ہیں کہ جنھوں نے علمِ شریعت کو مدوّن کیا اور ابواب میں تقسیم فرمایا۔ پھر اسکی پیروی امام مالک بن انس نے "موطا" کی ترتیب میں فرمائی۔ امام صاحب سے پہلے کسی نے ایسا نہ کیا۔ اسلیے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین علمِ شریعت کو نہ تو ابواب میں تقسیم کر کے رکھتے تھے اور نہ کوئی مرتب کتاب تھی، بلکہ وہ تو اپنے حافظہ کی قوت پر اعتماد رکھتے تھے۔ پھر جب امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ نے ملاحظہ فرمایا کہ علم پھیلتا جا رہا ہے، تو انھیں ضائع ہونیکا خوف ہوا، آپ نے اسے مدوّن کر کے ابواب میں تقسیم کیا۔ اور باب الطہارۃ سے شروع کیا، پھر باب الصلوٰۃ، پھر تمام عبادات، پھر معاملات، پھر کتاب کو وراثت پر ختم فرمایا۔ طہارۃ و صلوٰۃ سے ترتیب شروع کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ دونوں عبادتوں میں سب سے زیادہ اہم ہیں، کتاب کی ترتیب کو وراثت پر ختم کرنے کی حکمت یہ ہے کہ یہ انسان کی آخری حالت ہے۔ اور امام صاحب ہی وہ پہلے فرد ہیں جنھوں نے کتاب الفرائض اور کتاب الشروط کو وضع فرمایا۔ اسی بنا پر امام شافعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگ فقہ میں امام ابو حنیفہ کے عیال ہیں۔

ابو سلیمان جرجانی فرماتے ہیں کہ مجھ سے احمد بن عبد اللہ قاضیِ بصرہ نے فرمایا کہ ہم اہلِ کوفہ کے فقہ سے شروط کے مسائل دیکھتے ہیں۔ میں نے ان سے کہا علماء کے ساتھ انصاف زیادہ اچھا ہوتا ہے، اسے تو امام ابو حنیفہ نے وضع فرمایا ہے، اب اگر تم کمی بیشی کر کے حسین الفاظ لے آؤ تو یہ اچھا ہے، لیکن تم انہی کے شروط کو دیکھتے ہو، حالانکہ اہلِ کوفہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ سے قبل بھی تو شروط لاتے تھے۔ کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد فرمایا اپنی زندگی کی قسم! حق کو تسلیم کرنا، باطل مجادلہ، اور بے وجہ نزاع کرنے سے زیادہ بہتر ہے۔

طبرانی "معجم اوسط" میں "بالاسناد" نقل کرتے ہیں کہ عبدالوارث بن سعید ہم سے حدیث نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں کوفہ آیا، تو امام ابوحنیفہ، ابنِ ابی لیلیٰ اور ابنِ شبرمہ سے ملا۔ میں نے امام صاحب سے سوال کرتے ہوئے کہا، آپ اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے بیع کی اور کوئی شرط لگائی؟ فرمایا بیع بھی باطل ہے اور شرط بھی باطل ہے۔ پھر ابنِ شبرمہ کے پاس گیا، اُن سے بھی یہی سوال کیا، بتایا بیع بھی جائز ہے اور شرط بھی۔ پھر ابنِ ابی لیلیٰ کے پاس گیا، اُن سے بھی یہی سوال کیا، فرمایا بیع جائز ہے اور شرط باطل ہے۔ میں نے کہا سبحان اللہ! عراق میں تین فقیہ ہیں اور تینوں ایک مسئلہ میں مختلف ہیں۔ پھر امام صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کی خبر دی۔ فرمایا میں نہیں جانتا دونوں نے کیا جواب میں کہا، مجھ سے عمرو بن شعیب وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا رضی اللہ عنہم سے حدیث بیان کرتے ہیں کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع اور شرط سے منع فرمایا ہے۔ بیع بھی باطل ہے اور شرط بھی باطل ہے۔ پھر میں ابنِ ابی لیلیٰ کے پاس آیا، اُنھیں اسکی خبر دی، فرمایا، میں نہیں جانتا دونوں نے کیا کہا مجھ سے ہشام بن عروہ، وہ اپنے والد سے وہ عائشہ رضی اللہ عنہم سے حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ اگر تم بریرہ کو خریدو تو اُسے آزاد کر دینا، لہٰذا بیع جائز ہے، اور شرط باطل ہے۔ پھر میں ابنِ شبرمہ کے پاس آیا، اُن سے اسکی خبر دی۔ فرمایا میں نہیں جانتا دونوں نے کیا فرمایا، مجھ سے مسعر بن کدام از محارب ابنِ دثار از جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم نے فرمایا کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ نے ایک اونٹنی خریدی، اور اُسے مدینہ پہنچانے کی شرط کی۔ لہٰذا بیع بھی جائز اور شرط بھی جائز۔

طبرانی "الاوسط" میں "بالاسناد" سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تشہد (التحیات) اور تکبیر اُسی طرح تعلیم فرمائی جسطرح ہمیں قرآن کی سورۃ تعلیم فرماتے تھے۔ طبرانی کہتے ہیں

کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کی یہ روایت نہ وہب سے اور نہ بلال سے کسی نے نہیں روایت کی اُس سند کے ساتھ امام صاحب منفرد ہیں۔

اور طبرانی فرماتے ہیں کہ ہم سے حدیث بیان کی عثمان نے اُن سے ابراہیم نے اُن سے اسماعیل نے اُن سے امام ابو حنیفہ نے اُن سے حمّاد بن سلیمان نے اُن سے ابراہیم نخعی نے اُن سے علقمہ بن قیس نے ان سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم نے فرمایا، رسول اللہ صلعم اللہ علیہ نے ہمیں دُعائے استخارہ اسی طرح سکھائی جس طرح سورۃِ قرآن سکھاتے تھے۔ ارشاد فرمایا، جب تم میں کوئی استخارہ کرنا چاہے، تو کہے :-

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَاَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَاَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ۔ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَآ اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَآ اَعْلَمُ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ۔ اَللّٰھُمَّ اِنْ کَانَ ھٰذَا الْاَمْرُ خَیْرًا لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَدُنْیَایَ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ فَقَدِّرْہُ لِیْ وَاِنْ کَانَ غَیْرَ ذٰلِکَ خَیْرًا لِّیْ فَاھْدِ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ وَاصْرِفْ عَنِّی الشَّرَّ حَیْثُ کَانَ وَارْضِنِیْ بِقَضَائِکَ۔	اے خدا میں تیرے علم کے ساتھ استخارہ کرتا ہوں اور تیری قدرت سے مقدرت چاہتا ہوں اور تیرے فضلِ عظیم سے سوال کرتا ہوں تو ہی قادر ہے میں قدرت نہیں رکھتا اور تو جانتا ہے میں نہیں جانتا تو ہر پوشیدہ امر کو خوب جاننے والا ہے۔ اگر یہ کام میرے دین و دنیا اور آخرت کے لیے بہتر ہے تو اُسے میرے لیے مقدر فرما دے، اور اگر میرے لیے اسکے غیر میں بہتری ہے تو جہاں بھلائی ہو، اُسکی ہدایت فرمادے اور جہاں بُرائی ہو اُس سے مجھے پھیر دے اور مجھے اپنی قضا و قدر کے ساتھ راضی بنا دے۔"

خطیب "المتفق والمفترق" میں بروایت ابنِ سوید حنفی نقل کرتے ہیں انھوں نے کہا، میں نے امام ابوحنیفہ سے سوال کیا، کیونکہ آپ میرے لیے عزت وتکریمت والے تھے کہ آپ کے نزدیک غلبۂ اسلام کے بعد جہاد کی طرف نکلنے یا حج کرنے میں سے کون سا محبوب ہے؟ فرمایا، غلبۂ اسلام کے بعد جہاد کرنا پچاس حج سے زیادہ افضل ہے۔ تمّت والحمد للہ وحدہٗ وحسبنا اللہ ونعم الوکیل ولاحول ولاقوۃ اِلّا باللہ العلی العظیم ٥

بمنہٖ وکرمہٖ تعالیٰ جل اسمہٗ آج مورخہ ۱۱۔ شوال المکرم ۱۳۸۴ھ مطابق ۱۴۔ فروری ۱۹۶۵ء رسالۂ مبارکہ "تبییض الصحیفہ فی مناقب الامام ابی حنیفہ" مؤلفۃ العلامۃ المحدث الامام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا اردو ترجمہ مکمل ہوا۔ مولیٰ تعالیٰ موجب ہدایت کرکے میرے اور میرے والدین واساتذہ کیلیے توشۂ سعادت بنائے۔ آمین

مترجم غلام معین الدین النعیمی غفرلہٗ

بشریٰ الکئیب بلقاء الحبیب

یعنی دیدار حبیب

علامہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ نے عالم برزخ کے بعض حالات جن کا کچھ اصحابِ تجدد و تعقل انکار کرتے آرہے ہیں اُن کا اس رسالہ میں تذکرہ فرمایا ہے رسالہ میں قبض روح، ارواحِ مومنین کی ملاقات زمین و آسمان مُردے پر رونا، اور یہ کہ میت اپنے نہلانے والے، تجہیز کرنے والے کو پہچانتی ہے قبر کا مومن میت کو نہ دبانا، منکر نکیر کے سوالات قبر میں مومن کو راحت و آرام کا دیا جانا، مُردوں کا قبروں میں نماز و قرآن پڑھنا، مُردوں کا اپنی قبروں پر آنیوالے کو پہچاننا، فرشتوں کا مومنین کو قرآنِ پاک کی تعلیم دینا، قبر میں فرشتوں کا مسلمان بچوں کی تعلیم و تربیت کرنا، اور قبروں میں مسلمان مُردوں کا آپس میں ملاقات کرنا وغیرہ عنوانات کے تحت شریعتِ اسلامیہ کا نقطۂ نظر پیش کیا گیا ہے۔ اس رسالہ میں ثابت کیا گیا ہے کہ مسلمان کی موت اُسکی دنیاوی زندگی سے افضل ہے۔ پھر یہ کہ مرنے کے بعد مراتب و درجات ہر ایک کے مختلف ہوتے ہیں انبیاء، شہداء، اولیاء و صالحین کی برزخی حیات کے مفصل بیان کیساتھ مسلمانوں کے عالم برزخ کے کیفیات کی مکمل تشریح ہے۔ ادارہ ہذا نے اسکا اردو میں عام فہم سلیس ترجمہ کرا کر عربی متن کیساتھ شائع کیا ہے۔ قیمت صرف دس آنے علاوہ محصول

الدرر المنتشرہ فی الاحادیث المشتہرہ

یعنی بکھرے موتی

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ نے اس رسالہ مبارکہ میں صدہا اُن احادیث کو جمع فرمایا ہے جو ہر خاص و عام کی زبانوں پر روزانہ کی بول چال میں بے تکلف بولتے اور لکھتے ہیں۔ علامہ نے ہر ہر حدیث کی صحت کرتے ہوئے اُنکے حوالے مع تنقید و جرح و تعدیل بیان فرمائی ہے۔ جہاں یہ اہلِ علم حضرات کیلیے بے بہا خزانہ ہے، وہاں عام مسلمانوں کیلیے بھی معلومات کا انمول ذخیرہ ہے۔ ہر حدیث کو حروفِ تہجی کے اعتبار سے جمع کیا ہے۔ ان احادیث کے اصل الفاظِ عربی کیساتھ اردو ترجمہ ہے، اور پھر اردو میں مترجم حوالاجات اور جرح و تعدیل ہے۔ قیمت

ملنے کا پتہ:۔ ادارہ الغنیمہ رضویہ۔ سواد اعظم، لال کھوہ، موچی گیٹ، لاہور